عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۵ | ۱۹ تا ۲۶ شعبان المعظم ۱۴۴۷ھ، مطابق ۸ تا ۱۵/ فروری ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۶

استقبالِ رمضان

تلاوتِ قرآن اور رمضان

ہفت روزہ ختم نبوت کے ٹائیٹل ڈیزائنر سینئر خطاط

جناب **محمد ارشد خرم** رح کا وصال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org

www.amtkn.com
Email:editorkn@yahoo.com

قیامت کب آئے گی؟

س:.....کیا پندرہویں صدی آخری صدی ہے؟ کیا اس صدی میں قیامت آجائے گی؟

ج:.....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے وقت کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی تو نہیں فرمائی، البتہ اس کی علامتیں ضرور بتلائی ہیں۔ پھر ان علامات کو علماء دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔ایک ہیں علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں اور ایک ہیں علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی بڑی علامتیں۔ دونوں طرح کی علامتیں احادیث مبارکہ میں تفصیل سے بیان ہوئی ہیں، چھوٹی چھوٹی علامتیں تو بہت ساری ہیں، البتہ چند بڑی بڑی علامتیں یہ ہیں: (۱)امام مہدی کا آنا، (۲)دجال کا نکلنا، (۳)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے دجال کو قتل کرنے کے لئے نازل ہونا، (۴)یاجوج ماجوج کا نکلنا، (۵)دابۃ الارض کا نکلنا، (۶)سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، وغیرہ۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت جمعہ کے دن واقع ہوگی۔

”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم، وفیہ ادخل الجنۃ، وفیہ اخرج منہا ولاتقوم الساعۃ الا فی الجمعۃ۔“ رواہ مسلم، (مشکوٰۃ،ص:۱۱۹)

ترجمہ:”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن انہیں جنت میں بھیجا گیا، اسی دن جنت سے زمین پر اتارا گیا اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی واقع ہوگی۔“

لیکن قرآن وحدیث میں قیامت کا بالکل صحیح وقت مہینا، سال، صدی کو متعین کرکے نہیں بتایا گیا۔اس کا علم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:”ان اللہ عندہ علم الساعۃ“ (لقمان:۳۴) ترجمہ:”بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔“ اور حدیث شریف میں ہے:

”عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی۔“ (مشکوٰۃ،ص:۴۷۰، باب اشراط الساعۃ)

ترجمہ:”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عرب پر حکمرانی کرے گا ایک ایسا شخص جو میرے اہل بیت سے ہوگا اور اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔“ اور حضرت نواس بن سمعانؓ کی طویل حدیث میں دجال اور اس کے قتل کا ذکر ہے:

”عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال.... قلنا یارسول اللہ ومالبثہ فی الارض قال اربعون یوماً یوم کسنۃ ویوم کشھر ویوم کجمعۃ وسائر امہ کایامکم.... فبینما ھو کذلک اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق.... فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لُدّ فیقتلہ.... ویبعث اللہ یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون، الخ۔“ (مشکوٰۃ،ص:۴۷۳، باب العلامات بین یدی الساعۃ)

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۵ ۱۹ تا ۲۶ رشعبان المعظم ۱۴۴۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵ رفروری ۲۰۲۶ء شمارہ:۶

اس شمارے میں!

تلاوتِ قرآن اور رمضان	۵	محمد اعجاز مصطفی
استقبالِ رمضان	۷	مفتی خالد محمود مدظلہ
بغیر رہنمائی کے مطالعہ کے نقصانات	۱۱	مولانا مفتی صدیق احمد
برصغیر کا اسلام سے رشتہ	۱۴	انتخاب:...مولانا محمد قاسم
رمضان ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے؟	۱۶	انتخاب:...ابوعمیرہ خان
اسلام میں مساوات مرد وزن کا تصور	۱۸	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
جناب محمد ارشد خرم کا وصال	۲۱	ادارہ
حضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندیؒ	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
معراج جسمانی پر دلائل (۴)	۲۴	مولانا عبدالحکیم نعمانی

سرپرست
حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میوایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرمؒ، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۵۵ فصل:....۸ھ کے واقعات

۱۱:....اسی سال کا یہ واقعہ ہے کہ غزوۂ موتہ کے بعد جب حضرت جعفرؓ کے گھر کی خواتین نے ان کی وفات پر آہ وبکا شروع کی تو ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انہیں روک دو!“ ان صاحب نے جاکر منع کیا اور وہ باز نہیں آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان کے منہ میں مٹی ڈال دو!“ جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے۔

۱۲، ۱۳:....اسی سال غزوۂ موتہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ”سیف اللہ“ کا خطاب دیا، اور اسی سال حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ”طیار“ کا لقب دیا۔

۱۴:....اسی سال فتحِ مکہ کے ایام میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز اور حج کے لئے مکہ کا امیر مقرر کیا، چنانچہ اس سال انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔

۱۵:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”ھَجَر“ کے مجوسیوں سے جزیہ لیا۔

۱۶:....اسی سال اُمّ المؤمنین حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کبرِ سنی کی بنا پر ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا، یہ عرض پیرا ہوئیں کہ: یا رسول اللہ! میں چاہتی ہوں کہ میں قیامت کے دن آپ کی ازواج میں اُٹھوں، میں اپنی باری کا دن حضرت عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیش کش قبول فرمائی اور ارادہ ترک کردیا، ان کی باری کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام حضرت عائشہؓ کے گھر ہوتا تھا۔

۱۷:....اسی سال حضرت کعب بن زید بن ابی سلمیٰ (بضم سین) اسلام لائے، ابوسلمیٰ کا نام ربیعہ بن رِیاح (بکسر راو بائے موحدہ) تھا، راجح تر یہ ہے کہ حضرت کعبؓ کے اسلام کا واقعہ ۹ھ کا ہے جیسا کہ ۹ھ کے ذیل میں آئے گا۔

۱۸:....اسی سال ذی القعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوکلب کی ایک خاتون فاطمہ بنتِ ضحاک سے نکاح کیا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں رُخصت ہوکر آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب گئے تو بولیں: ”میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو نے بڑی ذات کی پناہ مانگی ہے، جا! اپنے میکے چلی جا“ (یعنی تجھے طلاق)۔

۱۹:....اسی سال آخرِ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُلیکہ بنتِ کعب اللیثیہ الکنانیہ اور بقولِ بعض الکندیہ سے نکاح کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ میں اس کے باپ کے قتل کا حکم دیا تھا، اور صحابہؓ نے اسے قتل کردیا تھا، بعض عورتوں نے اس کو عار دِلائی کہ تو اس سے نکاح کرتی ہے جس نے تیرے باپ کو قتل کرایا، چنانچہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مفارقت کرلی۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

تلاوتِ قرآن اور رمضان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

ابھی شعبان المعظم کا مبارک مہینا چل رہا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا مہمان رمضان المبارک ہم سب پر سایہ فگن ہونے والا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رجب المرجب کے آغاز سے رمضان کا مہینا ملنے کی تمنا کا اظہار اور دعا کا اہتمام فرمانے لگ جاتے تھے اور شعبان کے پہلے نصف میں کثرتِ صیام سے خود کو روزوں کا عادی بناتے تھے، پھر رمضان کی آمد کے ساتھ ہی صیام وقیام میں آپ کا شوق ورغبت دیدنی ہوتا تھا۔

رمضان المبارک قریب آتے ہی قرآن کریم کے ساتھ تعلق بھی نمایاں ہونے لگتا ہے، کیونکہ رمضان نزولِ قرآن کا مہینا ہے۔ اس لیے اس مہینے کے آنے سے پہلے جس طرح روزوں کا خود کو عادی بنانا ضروری ہے، اسی طرح قرآن کریم کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا بھی اہم ہے۔ خصوصاً حفاظِ قرآن کے لیے اپنی منزل دہرانا اور اسے پختہ کرنے کے یہی دن ہیں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور ملوک الکلام کلام الملوک کے تحت اس کے آداب بجالانا بھی امت کے فرائض میں شامل ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کی صحبت میں قرآن کریم سے متعلق چند باتیں تازہ کرلی جائیں۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چار اہم مقاصد ذکر فرمائے ہیں:

۱:... تلاوت قرآن کریم، ۲:... تعلیم کتاب، ۳:... تعلیم حکمت، ۴:... تزکیہ نفس۔ (البقرۃ:۱۲۹، النساء:۱۶۴)

ان مقاصد میں پہلے نمبر پر ہے: تلاوت قرآن کریم، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیات تلاوت کرکے لوگوں کو سناتے ہیں۔

جہاں تلاوت قرآن کا ذکر ہے وہاں اس کے آداب بھی مذکور ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”الذین اٰتینھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ“ (البقرۃ:۱۲۱)

ترجمہ: ”وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے اس کے پڑھنے کا۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اب قرآن کی تلاوت کے آداب اور اس کا طریقہ وسلیقہ کیا ہے؟ یہ بھی خود قرآن کریم ہی بیان کرتا ہے:

”ورتل القرآن ترتیلا۔“ (المزمل:۴)

ترجمہ: ”اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

ترتیل کی تشریح میں امیر المؤمنین سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ”حروف کو تجوید سے ادا کرنا اور وقف وابتدأ کے محل کو پہچاننا۔“ (النشر:۱/۲۰۹)

جس طرح قرآن کریم تجوید کے ساتھ اور صاف صاف پڑھنا اس کے آداب میں سے ہے، اسی طرح خوش الحانی، حسن صوت اور خوبصورت آواز سے تلاوت کلام الٰہی کو مزین کرنا بھی مستحسن امر ہے اور شروع اسلام سے اس پر عمل بھی چلا آ رہا ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض صحابہ کرامؓ قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھنے میں خاص ملکہ ومہارت رکھتے تھے، ان کو قراء کہا جاتا تھا۔ ان قراء میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اتنے خوبصورت انداز سے تلاوت فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ ان سے قرآن سنا کرتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ اسی طرح حضرت سالم مولیٰ حضرت حذیفہؓ سے بھی قرآن سنا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا قرآن کریم سن کر ان کی تعریف فرمائی۔ (فضائل قرآن مجید، از: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، ص:۴۲)

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: حق سبحانہ وتعالیٰ اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے جتنا کہ اس نبی کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو کلام الٰہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔ (متفق علیہ)

اس سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ''حسن قرأت'' میں دلچسپی وشوق ظاہر ہوتا ہے، وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خود اس کلام الٰہی کے متکلم یعنی اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ اس کا کلام اچھی آواز سے پڑھا جائے۔

خوبصورت آواز میں اللہ کا ذکر کرنا اور خوش الحانی کے ساتھ اس کے کلام کی تلاوت کرنا، محض اس امت کا خاصہ نہیں، بلکہ تمام انبیاء کرام علیھم السلام اس تمغۂ امتیاز کے حامل نظر آتے ہیں اور ان میں حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز کو خاص شہرت حاصل ہوئی، جن کی آواز اور لہجہ اس قدر پُراثر تھا کہ خود قرآن ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور آپ کا ''لحن داؤدی'' ضرب المثل بن چکا ہے۔ چنانچہ جب آپ اپنے خوبصورت لہجہ میں اور خوش الحانی کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان فرماتے اور اس کے کلام ''زبور'' کی تلاوت کرتے تو فضاؤں میں اڑتے پرندے ٹھہر جاتے اور چرند وپرند اپنی جگہ ساکت ہوجاتے حتیٰ کہ پہاڑ بھی وجد میں آجاتے اور یہ سب آپ کی آواز میں آواز ملا کر اور جھوم جھوم کر اللہ کو یاد کرتے۔ (سورۃ سبا:۱۰۔ سورہ ص:۱۸،۱۹)

امت مسلمہ کا یہ خاصہ ہے کہ اس نے خوش الحانی اور تجوید سے قرآن پڑھنے کو باقاعدہ ایک علم اور ایک فن کا درجہ دیا، اس علم کو مدون کیا، اس کے قواعد وضوابط مقرر کیے اور اس کو باقاعدہ سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ شروع کیا، اس کے لئے رجالِ کار تیار کیے جنہوں نے اس موضوع پر ضخیم اور مفصل کتابیں لکھیں، پھر ان کی شروحات لکھی گئیں اور چودہ سو سال سے آج تک ''علم القراآت'' باقاعدہ سیکھا اور سکھایا جاتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی اس امت کی خصوصیت ہے کہ جس طرح اس نے قرآن کریم کے حفاظ تیار کیے ہیں، جو ہر سال تراویح میں قرآن کریم سننے اور سنانے کا اہتمام کرتے ہیں، اس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی کہ اس نے اپنی الہامی کتاب کو یاد رکھنے اور محفوظ کرنے کا ایسا انتظام کیا ہو۔ بلاشبہ یہ ایسا امتیاز ہے جس پر ہمیں اللہ کے حضور سجدۂ شکر بجالانا چاہیے۔

رمضان کے مبارک مہینے کی آمد سے قبل ہی ہمیں خود کو اس کے لیے تیار کرلینا چاہیے، اس تیاری میں جہاں روزوں کی مشق ضروری ہے، وہیں تلاوتِ قرآن کریم کی کثرت بھی لازمی ہے اور تلاوت سے قبل اس کے آداب جان کر پھر ان کے مطابق خود کو ڈھال لینا چاہیے، تاکہ یہ عبادت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہم سب کو یہ مبارک مہینا نصیب فرمائے اور ہمیں اس کے مقتضیات پر عمل کر کے خود کو بخشش ومغفرت کا مستحق بنائے، آمین!

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

استقبالِ رمضان

مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے، اس منصب پر فائز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کو اس ذات کے ساتھ بھی مناسبت ہو جس کی نیابت اور خلافت اسے سپرد کی گئی ہے اور اس جگہ کے ساتھ بھی مناسبت ہو جس جگہ یہ منصب سنبھالنا ہے۔ چنانچہ پہلی چیز سے اس نے اخلاق فاضلہ اور صفات عالیہ کا عکس قبول کیا اور دوسری چیز سے اس کے خواص وطبائع اخذ کیے۔

یہی وجہ ہے کہ انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے، روح اسے اپنے مرکز اور سرچشمہ کی طرف کھینچتی ہے اور اسے مادیت سے بغاوت پر اکساتی ہے۔ جبکہ جسم اسے اپنے مرکز اور مادیت کی طرف بلاتا ہے۔ جب روح کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے تو زمام کار جسم کے ہاتھ میں آجاتی ہے پھر روح اور اس کے تقاضے سرد اور کمزور پڑ جاتے ہیں اور انسان مادیت کے دھارے میں بہنے لگتا ہے اور پھر وہ حیوانوں کی طرح ہر جگہ منہ مارتا ہے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے نئے نئے راستے تلاش کرتا ہے اور ان تمام حدود کو جو اس کی راہ میں حائل ہوتی ہیں توڑتا چلا جاتا ہے۔ انسانیت کی پوری تاریخ روح وجسم کی اس کشمکش کا مظہر ہے۔

اسلام نے اس مادی زندگی سے تعلق و رابطہ کو برقرار رکھتے ہوئے ہر سال روزے کا انتظام فرمایا تا کہ انسان کچھ دیر مادیت سے علیحدہ ہو کر اخلاق الٰہی کا عکس اپنے میں اتار سکے اور اس طرح اس میں اعتدال وتوازن قائم ہو جو اس کے منصب خلافت کے لیے ضروری اور لازمی امر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے روزہ کا حکم نازل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔“

(البقرہ)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ روزہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”روزہ ایک مہتم بالشان اور عظیم نیکی ہے جس سے ملکوتی قوت پروان چڑھتی ہے اور حیوانی و بہیمی طاقت کمزور وسرد پڑ جاتی ہے۔ روح کی جلا اور طبیعت ومعدہ پرستی کو دبانے کے لیے روزہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ سے جس قدر بہیمیت کا جوش ٹھنڈا پڑتا ہے اسی قدر گناہوں کی آلودگی سے انسان پاک ہوتا ہے اور اسے فرشتوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اور فرشتے روزہ دار سے محبت کرنے لگتے ہیں یہ محبت حیوانیت کے ضعیف اور کمزور ہونے کا اثر ہے۔“

(حجۃ اللہ البالغہ)

اسی وجہ سے کہ روزہ سے مقصد خواہشات پر کنٹرول کرنا ہے تا کہ قلب کی صفائی ہو اور روح کو جلا حاصل ہو، مسلسل ایک مہینے تک روزہ رکھنے کا حکم دیا تا کہ ایک مدت تک یہ ریاضت ومجاہدہ جاری رہے اور نفس کو بھوکا پیاسا رہنے کی عادت پڑ جائے۔ دوسرے مذاہب کی طرح روزہ کو وقفے وقفے سے رکھنے کا حکم نہیں دیا، اس کو ذکر کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

”یہ ضروری تھا کہ کھانے پینے سے پرہیز کا موقع بار بار آئے تا کہ اطاعت کی روشنی ہو ورنہ ایک دفعہ بھوکا رہنا (خواہ جس قدر سخت اور تکلیف دہ بھوک ہو) کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔“(حجۃ اللہ البالغہ)

ماہ مبارک اپنے جلو میں ہزار ہا رحمتیں اور برکتیں لے کر ہمیشہ آتا رہا ہے، اس سال بھی آیا ہے، آئندہ بھی ان شاء اللہ آئے گا مگر کون جانتا ہے کہ اگلا رمضان المبارک ہم میں سے کس کو نصیب ہوگا، اس لیے ہم میں

سے ہر شخص کو اس کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی پذیرائی اس طرح کرنی چاہیے کہ گویا یہ ہماری زندگی کا آخری رمضان ہے۔

رمضان المبارک کے خصوصی اعمال (روزہ، تراویح، تلاوت قرآن کریم، ذکر الٰہی، دعا و استغفار) کا خصوصی اہتمام کیا جائے، اس سراپا نور مہینے میں جس قدر نورانی اعمال کیے جائیں گے، اسی قدر روح میں لطافت، بالیدگی اور قلوب میں نورانیت پیدا ہوگی۔ خصوصاً قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام، کیوں کہ اس ماہ کو قرآن کریم سے خاص نسبت ہے، اسی ماہ میں قرآن کریم نازل ہوا۔

اس ماہ مبارک کو کس طرح گزارنا چاہیے، اس ماہ کی خاص عبادات کیا ہیں، اس سلسلہ میں چند باتیں پیش خدمت ہیں:

روزہ:

اس ماہ کی خاص عبادت روزہ ہے اور اس روزہ سے مقصد تقویٰ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرماتے ہیں: ''ہر نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''

(بخاری، مسلم)

روزہ ترک کرنا:

روزہ ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد و عورت پر فرض ہے، بلا عذر اس کا چھوڑنا گناہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو خواہ وہ ساری عمر روزے رکھتا رہے اس کی تلافی نہیں کر سکتا (یعنی دوسرے وقت میں روزہ رکھنے سے اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا مگر رمضان المبارک کی برکت و فضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں)۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

بہت سے حضرات معمولی معمولی باتوں پر روزہ چھوڑ دیتے ہیں، شریعت میں عذر یا تو سفر ہے کہ سفر کی مشقت کی وجہ سے اجازت ہے چاہے تو روزہ رکھے یا چھوڑ دے لیکن جتنے روزے چھوڑے گئے ان روزوں کی قضا بعد میں لازمی ہے اسی طرح وہ بیماری جس میں روزہ کی وجہ سے بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑا جا سکتا ہے، اگر ایک شخص اتنا بوڑھا ہو کہ وہ روزہ رکھ کر اسے پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہو اسے بھی روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن وہ اپنے روزوں کا فدیہ دے گا۔ ہر روزہ کا فدیہ صدقۃ الفطر کے برابر ہے۔ اس طرح اگر عورت حالت حمل میں ہو یا وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اتنا ضعف ہو جائے کہ اس کی یا بچے کی جان کو خطرہ لاحق ہو تو اس عورت کو بھی روزہ ترک کرنے کی اجازت ہے لیکن بعد میں اس کے ذمہ بھی قضا لازم ہے۔

یہاں یہ مسئلہ بھی ذہن میں رہے کہ عورت کے لئے عذر کے ایام میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں جس طرح کہ ان دنوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں لیکن یہ یاد رہے کہ ان دنوں کی نمازوں کی قضا نہیں لیکن روزوں کی قضا ضروری ہے۔ بہت سی عورتوں کے ذہن میں یہ ہے کہ نماز کی طرح روزوں کی قضا بھی نہیں، یہ غلط ہے۔ اہتمام سے بعد میں ان روزوں کو قضا کی نیت سے رکھنا چاہئے۔

تراویح:

رمضان المبارک کے مقدس مہینے کی دوسری اہم اور خاص عبادت تراویح ہے حدیث شریف میں روزہ کی طرح تراویح کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کے روزے کو فرض کیا اور اس میں رات کے قیام کو نفلی عبادت بنایا۔'' (مشکوٰۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایمان کے جذبہ اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے، جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔''

(بخاری و مسلم)

اس لئے تراویح سنت مؤکدہ ہے اور تراویح کی عبادت کو بھی خاص اہتمام کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

سحری کھانا:

سحری کھانا بھی سنت ہے۔ حدیث میں اس کی ترغیب دی گئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سحری کھایا کرو کیوں کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

(مسلم)

سحری میں تاخیر کرنا یعنی آخری وقت

میں سحری کھانا افضل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میری اُمت خیر پر رہے گی جب تک سحری کھانے میں تاخیر اور روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔‘‘ (مسند احمد)

اس تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے سحری کھائے۔ بہت سے لوگ رات کو ہی کھانا کھا کر سوجاتے ہیں اور اس وقت نیت کر لیتے ہیں، یہ درست نہیں سحری کے وقت اٹھنا چاہئے اگر بھوک نہ ہو تو سحری کی نیت سے ایک دو لقمے یا پانی، دودھ وغیرہ کے چند گھونٹ ہی لے لے تاکہ سحری کھانے کا ثواب مل جائے۔

افطار:

غروب ہوتے ہی افطار کرنا چاہئے افطار میں جلدی کرنے کا حکم ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔‘‘ (بخاری ومسلم)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دین غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، چونکہ یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔‘‘

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مجھے وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں۔‘‘

(ترمذی، مشکوٰۃ)

لیکن افطار کرتے وقت غروب ہو جانے کا یقین ہونا چاہئے اتنی جلدی بھی نہ کی جائے کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا اور روزہ افطار کرلیا اگر ایک منٹ قبل بھی روزہ افطار کر لیا تو یہ روزہ نہیں ہوا اس کی قضا لازمی ہے۔

کسی روزہ دار کو افطار کرانے کا بھی بڑا ثواب ہے آقائے نامدار، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے، اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملے گا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی نہ ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اسے بھی عطا فرمائیں گے جو ایک کھجور سے افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے۔ (بیہقی)

چار عمل:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے رب کو راضی کرو گے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتے پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ کو راضی کرو گے وہ یہ ہیں: لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا اور استغفار کی کثرت اور دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے یہ ہیں، کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو (بیہقی، مسند ابن خزیمہ) اس لئے اس ماہ میں لا الہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت اور جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ مانگنی چاہئے۔

معاصی سے اجتناب:

اس ماہ میں روزہ کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے ہر روزہ دار اس کی پوری کوشش کرتا ہے کہ تنہائی میں جہاں اللہ کے علاوہ اسے کوئی دیکھنے والا نہیں، کھانے پینے سے اجتناب کرے حتیٰ کہ سخت بھوک پیاس کی حالت میں بھی ایک قطرہ حلق سے نیچے اترنے نہیں دیتا لیکن یہی روزہ دار گناہوں سے، اللہ کی نافرمانی سے، معصیت سے، غیبت، چغلخوری، دوسروں کو ایذا دینے، جھوٹ بولنے، کان، آنکھ اور دیگر اعضاء کو غلط جگہ استعمال کرنے سے نہیں بچتا اور اس طرح اپنے روزہ کو ضائع کر دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پورے مہینے روزے رکھنے کے باوجود تقویٰ کی معمولی سی رمق بھی دل میں پیدا نہیں ہوتی، پورے مہینے عبادت میں گزارنے کے باوجود ہمارے دل کی کیفیت وہی ہوتی ہے، گناہوں سے بے رغبتی اور طاعت وعبادت کی طرف رغبت پیدا نہیں ہوتی اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اس ماہ مبارک میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے، حلال رزق کا اہتمام اور حرام سے اجتناب نہیں کرتے، تو ہماری عبادات، طاعات، ذکر واذکار کے کوئی اثرات مرتب نہیں ہوتے، خود سوچئے کہ اللہ کے حکم پر حلال کھانے پینے اور حلال وجائز خواہشات سے تو رک گئے لیکن جن چیزوں کو اللہ نے حرام اور ناجائز قرار دیا، جن کو اپنے غضب کا

موجب بتایا ان سے ہم نہ بچتے ہیں نہ بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر روزہ کے فوائد ہمیں کیسے حاصل ہوں، خدارا گناہوں اور معاصی سے آلودہ کر کے اپنی عبادات وطاعات خصوصاً روزے کے فوائد کو ضائع مت کیجئے۔

یہی وجہ ہے کہ جس روزے سے یہ مقصد حاصل نہ ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے (بخاری) جو روزہ دار فحش کام (گالی گلوچ اور بے شرمی کی باتیں) اور جھوٹ سے نہیں بچتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے ترک کرنے سے کوئی سروکار نہیں۔“ (طحاوی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ روزہ تو درحقیقت بے ہودہ اور بے حیائی کی باتوں اور کاموں سے رکنے اور بچنے کا نام ہے پس اگر کوئی تمہیں گالی دے یا تمہارے ساتھ بدتمیزی کرے تو کہہ دو کہ میرا روزہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بہت سے روزے دار ہیں جن کو سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اسے پھاڑا نہ جائے۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ اور غیبت سے۔ ان تمام احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ کا مقصد مجاہدہ نفس ہے تاکہ نفس کی اصلاح ہو اور وہ رذائل سے پاک ہو کر فضائل سے آراستہ ہو، اس لئے ہر وہ بات اور ہر وہ کام منع کر دیا گیا ہے جو اس مقصد میں حائل ہو اور رکاوٹ کا باعث بنے۔

اور یہ بات بھی ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ جس طرح خاص مقامات اور خاص اوقات میں عبادات کا ثواب اور درجہ بڑھا دیا جاتا ہے، اسی طرح ان مقامات اور ان اوقات میں گناہ کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اگر اس ماہ مبارک میں ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر اور نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے تو گناہ کا وبال بھی اس کے مطابق ہوگا اس لئے بھی اس ماہ میں گناہ سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔

اس ماہ کو خیر خواہی اور غم خواری کا مہینہ قرار دیا گیا ہے اس لئے اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔ غصہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

تراویح تو رمضان المبارک کی خاص نماز ہے لیکن آپ کی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ کم از کم رمضان مبارک میں آپ کی کسی نماز کی تکبیر تحریمہ فوت نہ ہو۔

ٹی وی، وی سی آر اور دیگر تمام لغو تفریحات کو خیرباد کہہ دیجئے اور عزم کر لیجئے کہ اس ماہ مقدس کو اپنے گناہوں کی نجاست اور گندگی سے آلودہ نہیں کریں گے۔

یہ ماہ مبارک قبولیت دعا کا خاص موسم ہے، مانگنے والوں کو ملتا ہے اور خوب ملتا ہے۔ مانگنے والوں کی حیثیت کے مطابق نہیں بلکہ دینے والا اپنی شان کے مطابق دیتا ہے، مگر کوئی چاہئے مانگنے والا۔ اس ماہ مبارک میں کائنات کے داتا کے دروازے پر جتنا مانگا جا سکے مانگئے، خوب رو رو کر مانگئے، مچل مچل کر مانگئے، اپنے لئے بھی اپنے اہل وعیال اور دوست واحباب کے لئے بھی، امت مرحومہ کے بلند پایہ اکابر کے لئے بھی اور امت کے گناہ گاروں کے لئے بھی۔

آج کل ملک بلکہ پوری دنیا کے خصوصاً عالم اسلام کے جو حالات چل رہے ہیں، ان حالات میں اور زیادہ ضروری ہے کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کریں اور اپنے گناہوں کی معافی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کریں۔ اپنے گناہوں پر معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ پوری امت مسلمہ کے مردوں اور عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں سب کے لئے مغفرت طلب کریں بلکہ پوری انسانیت کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالی سب کے حالات بہتر فرمائے اور اللہ کے حضور رو رو کر معافی مانگیں، بس اس رمضان کو تو امت کے لئے استغفار کرنے کے لئے خاص کر لیں۔ تلاوت قرآن کریم، نماز، صدقہ وخیرات اور ہر نیکی کے بعد اللہ رب العزت کے حضور آنسو بہا بہا کر مغفرت طلب کریں۔ اپنے گناہوں پر معافی مانگنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

....

بغیر رہنمائی کے مطالعہ کے نقصانات

مولانا مفتی صدیق احمد

مطالعہ کا انسانی زندگی کی تعمیر وترقی اور انسان کو راہِ راست پر لا کر قائم ودائم رکھنے میں اہم کردار رہا ہے۔ نیز اقوام کی تقدیر بدلنے، اور اوقات کو کارآمد بنانے میں بھی اس نے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا، اور مطالعہ ہی نے لوگوں کے ذہن و دماغ کو کھول کر ان کو بے پناہ معلومات فراہم کیں، اسی کی بدولت دنیا کا ہر فرد ترقی کے منازل طے کرتا ہے اور وقت جیسے قیمتی سرمایہ کو کارآمد بنا کر ضائع ہونے سے بچالیتا ہے اور اس کے علاوہ اور بھی بے شمار فوائد ہیں جنھیں مطالعہ کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے؛ لیکن یہ سارے فوائد اسی وقت حاصل ہوں گے جب کہ مطالعہ کسی ماہر کی رہنمائی میں کیا جائے، مغلق باتوں کی سمجھ اور کتابوں کی درجہ بندی کرنے اور دشوار کن عبارتوں کو ماہرین سے پوچھ کر حل کیا جائے، ورنہ یہی مطالعہ بجائے مفید ہونے کے اتنا مضر ثابت ہوگا کہ ایمان واعتقاد کو متزلزل کر کے یا شکوک وشبہات میں مبتلا کر کے چھوڑ دے گا، بسا اوقات یہی مطالعہ انسان کو ایسا شدت پسند اور ضدی بنا دیتا ہے کہ وہ غلط افکار ونظریات کو لیے بیٹھا رہتا ہے اور صحیح بات سمجھنے اور ماننے کے لیے کسی بھی قیمت پر تیار نہیں ہوتا، نیز مطالعہ کرنے والا خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ میرا وقت کارآمد ہو رہا ہے، بہ نسبت ان لوگوں کے جو بالکل بھی مطالعہ نہیں کرتے یہ شخص مطمئن رہتا ہے، جس کی وجہ سے اسے احساس تک نہیں ہوتا کہ بغیر رہنمائی کے وہ من مانی طور پر مطالعہ کر کے اپنے اوقات کو ضائع کر رہا ہے، اور ظاہر سی بات ہے کہ جب تک غلطی کا احساس نہ ہو اصلاح ممکن ہو ہی نہیں سکتی، اور یقینی بات ہے کہ ایسے مطالعے سے بجائے فائدے کے بڑے بڑے نقصانات ہی مرتب ہوں گے جو اور بھی تباہی کا سبب بنیں گے، دورِ حاضر میں علمی انحطاط کا ایک سبب جہاں مطالعہ سے عدم مناسبت ہے وہیں غیر مرتب اور غیر منظم طریقے سے، بغیر سرپرستی اور رہنمائی کے مطالعہ کرنا بھی ہے، کیونکہ مطالعہ کا اصل مقصود ہی حاصل نہیں ہوگا اور خوش فہمی میں رہ کر مطالعہ کرنے والا اپنے اوقات کو یوں ہی ضائع کرتا رہے گا۔

(۱) حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت کی سرگزشت اور اب میرا موقف“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: مولانا مودودی قلم کے بادشاہ تھے، ان کے مضامین قوت استدلال کے لحاظ سے بہت ہی محکم اور بڑے مؤثر تھے، راقم السطور بھی ان سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا، مولانا مودودی کے ساتھ حضرت نے دو سالہ طویل عرصہ گزارا، اس درمیان حضرت نے ان کی تائید میں مضامین بھی لکھے، لیکن جیسے ہی ان کے نظریات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا حقیقت آشکارا ہوتی رہی بالآخر بزرگان دین سے خط و کتابت کے بعد حقیقت حال سے آگاہ کیا اور ان کے مشورے کے مطابق مولانا مودودی اور جماعت اسلامی سے بیزاری اور عدم اطمینان کا اظہار فرما کر اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور ماہنامہ الفرقان لکھنؤ میں ایک اس کا اعلان شائع فرمایا، اسی پس منظر میں حضرت نے مذکورہ بالا کتاب لکھی۔

اس کتاب کے ذریعے حضرت نے امت کو یہ پیغام دیا کہ ہر تحریر اور کتاب کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے، اس لیے کسی بھی کتاب کو زیر مطالعہ لانے سے قبل ماہرین اور معتبر علماء سے مشورہ کر لینا چاہیے اور ان کی رہنمائی میں ہی مطالعہ کرنا چاہیے، ورنہ مزاج وقلب میں فرق پڑ سکتا ہے، اور حق و باطل کی پہچان میں ذہنی کش مکش کا شکار ہو سکتے ہیں۔

(۲) اس زمانے میں کتابوں کی ریل پیل ہے، مختلف علوم وفنون کی کتابیں بہ کثرت منظر عام پر آ رہی ہیں، جن میں نفع بخش اور

نقصان وہ دونوں شامل ہیں، اس لیے اس مختصر سی زندگی میں تمام علوم وفنون اور ہر طرح کی تمام کتابوں کا احاطہ ایک ناممکن ہے، لہٰذا کتابوں کے انتخاب کے لیے ایک ماہر باذوق رہنما کی ضرورت ہے، کیونکہ کتابوں کا ازخود انتخاب کر کے مطالعہ کرنا بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوگا، اس لیے کہ کوئی بھی پڑھی ہوئی چیز خواہ بھلا دی جائے، بے کار و بے اثر نہیں رہتی، اپنا اچھا یا بُرا اثر ضرور چھوڑتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا مقولہ ہے کہ علم کا احاطہ نہیں ہوسکتا، لہٰذا علم میں انتخاب سے کام لو، اور تعلیم المتعلم میں لکھا ہے کہ علم کا انتخاب اپنی رائے سے نہ کرے بلکہ استاذ ہی سے انتخاب کروانا چاہیے، اسی وجہ سے صاحب ہدایہؒ فرماتے تھے کہ پہلے زمانے میں طلبہ اپنے پڑھنے پڑھانے کا معاملہ استاذ پر معلق رکھتے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے تھے، اور جب خود انتخاب کرنا شروع کردیا تو علم سے بھی محروم رہنے لگے۔

(۳) مطالعہ جو عملی فکری اور روحانی غذا ہے اس کا معاملہ زیادہ اہم اور نازک ہے، اس لیے بغیر رہنمائی کے مطالعہ نفس کے گھوڑے پر سوار کر کے چھوڑ دیتا ہے پھر نفس جدھر چاہے لے جاتا ہے، جیسا کہ حضرت اقدس شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانے میں مدارس عربیہ کے طلباء میں بھی آزادی آ گئی ہے، کسی کے تابع رہنا نہیں چاہتے، نہ کسی قاعدہ قانون کی پابندی کرنا چاہتے ہیں، خود بینی خود رائی کے شکار ہوچکے ہیں، ان کے نزدیک نہ کوئی چھوٹا ہے اور نہ بڑا، ان کو کسی کا ادب ہے نہ لحاظ، اپنے نفس کے گھوڑے پر سوار ہیں جدھر لے جاتا ہے ادھر چلے جاتے ہیں، گویا ان پر ان کا نفس مُستولی ہے، طبیعت ان پر غالب ہے جو اس کا تقاضا ہوتا ہے اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر سال باوجود صدہا طلبا کی فراغت کے کام کے عالم نظر نہیں آتے، غرض قوت علمیہ وعملیہ دونوں ہی کا فقدان ہے تو پھر کام ہو تو کیسے ہو؟ العیاذ باللہ۔

(۴) ذوق کے مطابق مطالعہ نہ کیا جائے تو مطالعہ سرسری ہوجاتا ہے، جی بھی نہیں لگتا بس برائے نام مطالعہ ہوتا ہے، آدھی بات سمجھ میں آتی ہے اور باقی آدھی یوں ہی رہ جاتی ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ مطالعہ سے قبل کسی کی رہنمائی سے اپنے ذوق کا پتہ نہ لگایا گیا ہو۔

چنانچہ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ مدارس عربیہ کے طلبہ کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی کتاب کا سرسری مطالعہ کافی نہیں ہوتا؛ بلکہ اس طرح مطالعہ کریں گویا پوری کتاب کو آپ نے چاٹ لیا ہے اور فرماتے تھے کہ ہم نے احمد امین کی فجر الاسلام، ضحی الاسلام اور ظہر الاسلام کو اتنا پڑھا ہے کہ اس کے صفحات ازبر ہوگئے، اس دور میں جو سرسری مطالعہ کی عادت ہوگئی ہے اس سے مطالعہ کرنے والوں کو کما حقہ نفع نہیں پہنچتا۔

(۵) اگر مستقل ایک ہی کتاب میں ۲۴ گھنٹے لگائے جائیں تو انسان ذہنی اعتبار سے پریشان ہوجاتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ مطالعے میں تنوع پیدا کیا جائے وہ اس طرح کہ جس کتاب کا مستقل مطالعہ کررہے ہیں اس کو کسی اور کتاب سے بدل لیا جائے یا موضوع تبدیل کرلیا جائے؛ لیکن بغیر رہنمائی کے مطالعہ کرنے والے اس چیز کو فضول اور ضیاع وقت سے کچھ کم نہیں سمجھیں گے، حالاں کہ ذہنی پریشانی ان کے مطالعے کے لیے اتنی مضر ثابت ہوگی کہ اس کو ہمیشہ ہمیش کے لیے مطالعہ سے دور کردے گی اور اس درمیان کوئی بات سمجھ میں بھی نہیں آئے گی۔

حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی مجلس میں جب اکتاہٹ محسوس کرتے تو فرماتے کہ شاعروں کے دیوان لے آؤ ان کے ذریعے شگفتگی پیدا کرلیتے ہیں۔

(۶) بسا اوقات طالب علم غیر نصابی یعنی خارجی کتابوں کے مطالعے میں اتنا مصروف ہوجاتا ہے کہ نصابی کتابیں رہ جاتی ہیں، پتہ چلا کہ مطالعہ تو خوب ہو رہا ہے لیکن بغیر کسی کی رہنمائی کے ہورہا ہے، اس لیے درسیات جو اصل مقصود ہے اسی میں خلل ڈال کر نقصان ہی اٹھارہا ہے، یاد رہے زمانہ طالب علمی میں جو کمی رہ جاتی ہے وہ جلدی دور نہیں ہوپاتی، لہٰذا ایسا مطالعہ بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتا ہے۔

(۷) بغیر رہنمائی کے مطالعہ کرنے والا کتابوں کی درجہ بندی نہیں کرپاتا، مثلاً: ابتداء ہی اوپر کے درجے کی وہ کتابیں جو ایک مدت کے بعد سمجھ میں آسکتی ہے اسے زیر مطالعہ لاتا ہے، جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ کچھ ہی دنوں میں اُکتا کر مطالعہ ہی چھوڑ بیٹھتا ہے۔

جیسے: عربی اول کا طالب علم کافیہ کا مطالعہ کرے یا مالابدمنہ پڑھنے والا ہدایہ یا

اس کی شرح کا مطالعہ کرے تو ظاہر سی بات ہے سمجھ میں تو آئے گا نہیں اور وقت بھی یوں ہی ضائع کرتا رہے گا۔

(۸) ناول یا ادبی کتاب، زمانۂ جاہلیت کے اشعار، یہ سب علم کا ایک حصہ حاصل کرنے کے بعد جب ایمان و اعتقاد کے ساتھ ساتھ ذہن ودماغ راہ راست پر چلنے لگے اور برائی کو اچھائی سے ممتاز اور الگ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تب جا کر ناول یا ادبی کالم اور زمانۂ جاہلیت کے اشعار کو پڑھ کر اس میں سے اچھی چیزوں کو مثلاً انوکھی تعبیرات، ادبی جملے، بہترین منظر کشی کے طریقے کو لے کر اپنی تحریروں کی زینت بنائیں؛ کیونکہ اگر پہلے ہی ان تمام چیزوں کا مطالعہ کیا گیا تو ذہن ودماغ آزاد اور مزاج عاشقانہ ہو جائے گا اور ان کی غلط چیزیں بھی مطالعہ کرنے والے شخص کے دل میں رچ بس جائیں گی، چونکہ دل ایسی باتوں کی طرف زیادہ راغب ہوتا ہے اور ان تمام چیزوں کا سبب رہنمائی کے بغیر مطالعہ کرنا ہے۔

(۹) من مانی طور پر مطالعہ کرنے سے کم سمجھی یا ناسمجھی کی وجہ سے غلط بات یا واقعہ کے خلاف نقشہ ذہن میں بیٹھ جاتا ہے، یا بات خلط ملط ہو جاتی ہے اور ذہن صحیح اور غلط کا فیصلہ نہیں کر پاتا ہے، لہٰذا ایسا مطالعہ انتہائی مضر ثابت ہوتا ہے۔

(۱۰) بغیر رہنمائی کے مطالعہ میں مستقل مزاجی اور دوام پیدا نہیں ہوتا، لہٰذا ایسا مطالعہ سستی اور کاہلی کا سبب بن کر صلاحیت کو محدود کر دیتا ہے، ہمت وحوصلہ کو پست کر دیتا ہے، اس لیے اس طرح مطالعہ کرنا نقصان دہ ہوتا ہے۔

(۱۱) مطالعہ انسان کے لیے عمل کی راہ کو آسان کر دیتا ہے، نیز مطالعہ کی عادت انسان کو بہت ساری بے جا مصروفیات سے بچا لیتی ہے، لیکن جب کسی کی رہنمائی میں رہ کر مطالعہ نہ کیا جائے تو یہ جذبہ ہی ختم ہو جائے گا، پھر سوائے نقصان کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

(۱۲) سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ مطالعہ کرنے والا خواہ مطالعہ من مانی طور پر اور بغیر کسی کی رہنمائی کے کر رہا ہے، لیکن وہ اپنے متعلق خوش فہمی میں رہتا ہے کہ میں مطالعہ کر کے اپنے اوقات کو کار آمد بنا رہا ہوں، حالاں کہ درحقیقت وہ اپنے اوقات کو ضائع کر رہا ہوتا ہے، اور جب یہ شخص اپنے متعلق خوش فہمی مبتلا رہتا ہے تو مطمئن ہونے کی وجہ سے جلدی وہ اپنی غلطی کی اصلاح نہیں کر پاتا، اور یہ سلسلہ ایک لمبے زمانے تک چلتا رہتا ہے۔

علامہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علوم اور ان کے ماہر علماء کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی آفت نہیں ہے کہ نا اہل لوگ اس میں دخل دینے لگتے ہیں، حالاں کہ وہ جاہل ہوتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ علم رکھتے ہیں، اور یہ خیال قائم کرتے ہیں کہ وہ درست کر رہے ہیں حالاں کہ وہ بگاڑ رہے ہیں۔

(۱۳) یاد رہے جس طرح علم بغیر استاذ کے خطرات سے خالی نہیں اسی طرح مطالعہ بغیر رہنمائی کے سخت مضر ہے کیونکہ بہت سی دقیق عبارات اور اہم مسائل ایسے پیچیدہ ہوتے ہیں کہ بغیر استاذ کی رہنمائی کے بالکل بھی سمجھ میں نہیں آپاتے ہیں، اساتذہ کے بغیر حصول علم کے مضر اثرات میں سے یہ بھی ہے کہ اختلاف کے وقت سلف صالحین اور علماء کرام کے لیے غلط زبان استعمال کرتے ہیں اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، ان تمام تفصیلات سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ حصول علم کے لیے استاذ کا ہونا ازحد ضروری ہے، اور مطالعہ بھی من جملہ حصول علم کے ذرائع میں سے ہے، لہٰذا اس میں بھی رہنمائی ضروری ہے ورنہ اس مطالعہ سے حاصل شدہ معلومات نقصان اور خسارہ کا سبب بنے گی، اس لیے مطالعہ کے لیے بھی ایک باذوق اور ماہر رہنما کی ضرورت ہے، جس کی صحیح رہنمائی سے مطالعہ کی اگلی راہیں ہموار ہونے کے ساتھ ساتھ مفید بھی ہوں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مطالعہ دودھاری تلوار کی طرح ہے، جس کے دو پہلو ہیں صحیح طور پر کسی کی رہنمائی میں مطالعہ کرنے کے جتنے فوائد ہیں اس سے کہیں زیادہ بغیر رہنمائی حاصل کیے مطالعہ کرنے نقصانات ہیں، جیسا کہ اوپر مفصل و مدلل وضاحت گزر چکی ہے، اب مطالعہ کرنے والا اگر چاہے تو اسے کار آمد اور نفع بخش بنائے یا نقصان دہ بنائے، لہٰذا پتہ چلا کہ مطالعہ کے لیے کسی کی رہنمائی بہت زیادہ ضروری ہے، ورنہ کی ہوئی تمام تر کوششیں اور محنتیں رائیگاں جائیں گی، اور وقت یوں ہی گزرتا رہے گا، پھر بعد میں کفِ افسوس ملنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اخیر میں میں دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مطالعہ کا جذبہ اور شوق عطا فرمائے اور مطالعہ کے نقصانات سے پورے طور پر ہمیں محفوظ و مامون رکھے، (آمین)۔

....

برصغیر کا اسلام سے رشتہ

انتخاب:.....ابوالحسین محمد قاسم

جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی مرحوم لکھتے ہیں: ’’اسلام یہاں پہلے سے متعارف تھا۔ عرب لوگ ہندوستان سے اور ہندوستان کے لوگ عرب سے متعارف تھے۔ برصغیر کے بے شمار تاجر، برصغیر کے بہت سے کاروباری، برصغیر کے بہت سے لوگ عرب میں آیا جایا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت بہت سے عرب اور صحابہ کرامؓ ان سے اسلام سے بہت پہلے سے واقف تھے۔ جزیرہ عرب کے مشرق میں موجودہ ملک بحرین نہیں، بلکہ ایک دوسرا علاقہ جو بحرین کے نام سے مشہور تھا، ایک بہت بڑی تجارتی بندرگاہ تھی۔ جہاں چین سے، سری لنکا سے اور ہندوستان سے تجارتی قافلے آیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے ایک نوجوان تاجر کی حیثیت میں، ایک امین اور دیانت دار اور سچے تاجر کی حیثیت میں اپنے کاروباری سفر کے سلسلے میں، کئی بار بحرین تشریف لے گئے، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً ہندوستان کے تاجروں کو دیکھا ہوگا۔ ہندوستان کے تاجروں کا مال خریدا ہوگا، اپنا ساز و سامان فروخت بھی کیا ہوگا، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مختلف احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسی معلومات اور ایسے تبصرے ملتے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برصغیر کے لوگوں سے واقف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج کے سفر سے واپس تشریف لائے اور مختلف انبیاء علیہم السلام سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو جب موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا حال بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا قد و قامت ایسا تھا اور رنگ و روپ ایسا تھا جیسے ہندوستان کے جاٹوں کا ہوتا ہے۔ اب ہندوستان سے جاٹ نسل کے کچھ لوگ وہاں گئے ہوں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھا ہوگا، ان کے ڈیل ڈول سے یقیناً واقف ہوں گے، اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برصغیر کے جاٹ یاد آئے۔ عرب میں اسلام سے بہت پہلے سے ہندوستان کی بنی ہوئی چیزیں ہندوستان کے مصالحے، ہندوستان کی تلواریں معروف اور مشہور تھیں اور بڑی مقبول تھیں۔ مہند عربی زبان میں اس تلوار کو کہتے ہیں جو ہندوستان میں بنی ہو۔ یہ مشہور شعر آپ نے سنا ہوگا، جب حضرت کعب بن زہیرؓ قصیدہ بردہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک عطا فرمائی تھی اس میں انہوں نے ایک شعر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پڑھا:

ان الرسول لسیف یستضاء بہٖ

مھند من سیوف اللہ مسلول

’’رسول کی ذات گرامی ایک ایسی تلوار ہے اور ایک ایسی روشنی ہے جس سے قومیں روشنی حاصل کرتی ہیں اور وہ ہندوستان کی تلواروں میں سے ایک اچھی بنی ہوئی تلوار ہے۔‘‘

یہاں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہند کے کسی خاص محدود علاقے سے نسبت کو پسند نہیں فرمایا، خود حضور علیہ السلام نے کبھی شاعری نہیں فرمائی، شاعری سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام بہت اونچا اور بلند تھا: ’’وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ‘‘ (یٰسین:۶۹) لیکن یہ ایک چھوٹی سی بات تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اصلاح فرمائی۔ وزن میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، آپ نے فرمایا: ’’سیوف الہند‘‘ کی بجائے ’’سیوف اللہ‘‘ کہنا چاہیے۔ ’’مہند من سیوف اللہ‘‘ اللہ کی تلواروں میں سے ایک اچھی بنی ہوئی تلوار، ویسی تلوار جیسے ہندوستان کی بنی ہوئی تلوار ہوتی ہے۔ گویا اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان سے واقفیت اور ہندوستان کے لوگوں سے شناسائی اسلام سے بہت پہلے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے حلقوں میں چلی آ رہی تھی۔ ہندوستان کی اہمیت سے، برصغیر کی اہمیت سے، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو واقف کیا۔ ایک مشہور حدیث ہے جس کے بارے میں محدثین نے بہت کچھ کلام بھی کیا

ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"مجھے ہندوستان کے علاقوں سے ایمان اور اسلام کی خوش بو آتی ہے۔" (ماخوذ: محاضراتِ علمی شخصیات از: ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، ص: 11 تا 13، ط: زوار اکادمی، نومبر، 2022ء)

مذکورہ بالا حدیث شریف کی تخریج سے متعلق دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کی ویب سائٹ سے ایک سوال کے جواب کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک موقوف اثر ہے۔ جس کا ترجمہ ہے: آپ فرماتے ہیں کہ: سب سے بہترین ہوا سرزمین ہندوستان میں ہے، حضرت آدم وہیں پر اتارے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام نے وہاں جنت کا خوشبودار پودا لگایا۔ (الکتاب التاریخ، باب ذکر آدم علیہ السلام، ج:2، ص:592، رقم الحدیث:3995، ط: دارالکتب العلمیۃ) یہ حدیث صحیح مسلم کی شرط پر ہے، شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی اور امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت پر سکوت اختیار کیا ہے۔ اس روایت کا ایک تابع یہ ہے: "مصنف عبدالرزاق میں" ثقہ راویوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کا قول منقول ہے: لوگوں میں دو بہترین وادیاں ہیں، ایک مکہ والی اور دوسری ہند میں موجود وادی، جس میں آدم علیہ السلام کا نزول ہوا، جس میں یہ خوشبو ہے جس سے تم معطر ہوتے ہو۔ (کتاب المناسک، باب زمزم وذکرھا، ج:5، ص: 115، رقم الحدیث: 9118، ط: المجلس العلمی۔ الہند۔ والمکتب الاسلامی)

....

قادیانی ملزم کو اشتہاری قرار دینے کی کارروائی شروع

کراچی (رپورٹ سید حسن شاہ) سنگین نوعیت کے کیس میں مفرور ہونے والے قادیانی ملزم صباحت کو اشتہاری قرار دینے کی کارروائی شروع کر دی گئی۔ قادیانی ملزم کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے حوالے سے مختیار کار سے تفصیلات طلب کر لی گئیں۔ پولیس صدر میں واقع قادیانی ارتدادخانے پر شعائر اسلام استعمال کرنے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے سے متعلق مقدمہ میں مفرور ہونے والے قادیانی ملزم کو گرفتار کرنے میں ناکام ہوگئی ہے۔ متعدد بار ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری ہونے کے باوجود تفتیشی حکام ملزم کا پتہ نہیں لگا سکے۔ گزشتہ چند ماہ سے عدالت میں مسلسل عدم حاضری سے کیس کی کارروائی بھی آگے نہیں بڑھ سکی۔ تفصیلات کے مطابق ۲۹ ستمبر ۲۰۲۲ء کو صدر کے علاقے پریڈی اسٹریٹ پر واقع قادیانی ارتدادخانے پر شعائر اسلام استعمال کرنے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے خلاف مدعی مقدمہ عبدالقادر سہیل اشرفی کی مدعیت میں تھانہ پریڈی میں مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ مقدمہ کے چالان میں ابتدائی طور پر قادیانی ملزمان صباحت احمد، سلیمان نعیم اللہ اور رشید کو نامزد کیا گیا تھا، تاہم بعد میں قادیانی ملزمان سلیمان نعیم اللہ اور رشید کے مکمل کوائف نہ ہونے کی بنیاد پر ان کا چالان نہیں کیا گیا۔ مقدمہ میں ملزم صباحت احمد نے ضمانت حاصل کر رکھی ہے۔ یہ مقدمہ جوڈیشل مجسٹریٹ جنوبی کی عدالت میں زیر سماعت ہے جہاں مقدمہ اپنے حتمی مراحل میں داخل ہے۔ مدعی مقدمہ عبدالقادر پٹیل اشرفی کی جانب سے وکلا ٹیم منظور احمد میوراجپوت، غلام اکبر جتوئی، سید احتشام، اظہر خان محمد آصف، منظور تنولی اور خالد نواز مروت پیروی کر رہے ہیں۔ مقدمہ میں مدعی مقدمہ، پرائیویٹ گواہان، پولیس افسر و اہلکار سمیت ۹ گواہوں کو شامل کیا گیا تھا۔ بعد میں ان میں سے دو گواہوں کے نام واپس لے لئے گئے تھے، کیونکہ ان دونوں گواہوں کے بیانات دیگر گواہوں کے بیانات سے ملتے جلتے تھے۔ اب تک دیگر پانچ گواہوں کے بیانات قلم بند کرادیئے گئے ہیں، جن گواہوں کے بیانات ریکارڈ کئے گئے ہیں ان میں سے چار گواہوں نے قادیانی ملزم کو شناخت بھی کیا ہے اور اس کے خلاف بیانات بھی قلم بند کرائے ہیں، جس سے کیس مضبوط ہو گیا۔ بیان پر جرح اور مقدمہ لکھنے والے سب انسپکٹر عبدالقیوم کا بیان ریکارڈ ہونا باقی ہے ملزم صباحت کا بیان اور وکلا کے حتمی دلائل ہوں گے، جس کے بعد فیصلے کا امکان ہے۔........

(روزنامہ امت کراچی، ۲۸ دسمبر ۲۰۲۵ء)

رمضان! ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے؟

انتخاب:...ابوعمیرہ خان، کراچی

۱:...قرآن کریم نے انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت بتایا ہے اور رمضان المبارک اس کا ریفریشر کورس اور ٹریننگ سیزن ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ اس مبارک مہینہ میں تمام مصروفیات پر عبادت والے أعمال غالب آجائیں، تاکہ ہم اپنی پیدائش کے مقصد کی طرف لوٹ آئیں اور یہ اس وقت ممکن ہے جب ہمارا مضبوط ٹائم ٹیبل ہو اور ہم اس پر پوری سنجیدگی سے عمل کریں۔

۲:...اس ٹائم ٹیبل پر عمل کا طریقہ یہ ہے کہ جو کام ہم ایک ماہ کے لئے مؤخر کرسکتے ہیں وہ مؤخر کردیں اور جو کام بہت ضروری ہوں وہ صرف بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت کریں۔ مثلاً جو ملاقاتیں اور خریداری ضروری ہو وہ رمضان المبارک سے پہلے کرلیں۔

۳:...جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ ”اے اللہ! ہمارے رجب اور شعبان کے مہینہ کو برکت والا بنادے اور ہمیں رمضان تک پہنچادے۔“ دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر گزشتہ گناہوں پر استغفار کریں اور یہ دعا کریں کہ: ”اے اللہ! کمال صحت اور کمال عافیت کے ساتھ، رمضان المبارک میں تمام عبادات انجام دینے کی توفیق عطا فرما۔“

۴:...نماز تراویح کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں قرآن کریم کی تلاوت اطمینان اور تجوید کے ساتھ ہوتی ہو۔

۵:...یاد رکھیں! فرائض کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنا، تمام نفل عبادات سے افضل ہے اور اس مبارک مہینہ کی اصل مشق گناہ کو چھوڑنا ہے، گناہ چھوڑنے والا ہی سب سے بڑا عبادت گزار ہے۔ خصوصاً بدنظری اور شہوت کی نگاہ سے غیر محرم کو دیکھنا، لڑائی جھگڑا، جھوٹ، غیبت، موسیقی، گانا، غصہ سے مکمل پرہیز کریں اور یہ عزم کریں کہ رمضان المبارک میں اپنے آپ کو اور گھر والوں کو حرام لقمہ سے بچانا ہے، ورنہ تمام عبادات کی محنت بے کار ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان بھوک، پیاس برداشت کرے اللہ تعالیٰ کے لئے اور سحری، افطاری حرام مال سے کرے۔

۶:...ہمارے زمانہ میں موبائل فون، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، خفیہ گناہوں اور وقت ضائع کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں، غیر محرم کو شہوت سے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے اور موبائل فون اس کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ اس لئے مقدس مہینہ میں اسے انتہائی سخت ضرورت میں استعمال کریں۔

۷:...مرد حضرات تمام نمازیں مسجد میں جماعت اور تکبیر اولیٰ سے ادا کریں۔ خصوصاً مغرب اور فجر کی جماعت افطاری اور سحری کی وجہ سے ضائع نہ ہونے پائے اور خواتین اذان کے بعد اول وقت گھر میں نماز ادا کرلیں۔

۸:...جن احباب کے ذمہ غفلت کی وجہ سے چھوٹی ہوئی قضا نمازیں ہوں وہ نوافل کی بجائے اپنی قضاء نمازیں ادا کرنے میں زیادہ وقت صرف کریں اور علمائے کرام سے اس کا طریقہ سیکھ لیں۔ قضا نمازوں کے بعد زیادہ وقت قرآن کریم کی تلاوت میں خرچ کریں۔ کیونکہ رمضان المبارک نزول قرآن اور جشن قرآن کا مہینہ ہے۔ کوشش کریں کہ ہر عشرہ میں ایک قرآن کریم مکمل ضرور ہو جائے۔ اکثر صحابہ ہر ہفتہ قرآن کریم مکمل کیا کرتے تھے۔

۹:...کچھ وقت قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر کا مطالعہ کریں، جس کے لئے آسان ترجمۃ القرآن مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا بہت آسان اور مفید ہے۔ اسی طرح اسوۂ رسول اکرم۔ ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح سے شام تک کی عملی زندگی بیان کی گئی ہے، بہت مفید ہے، انہیں خرید لیں۔

۱۰:...افطاری کا وقت قبولیت دعا کا

وقت ہے۔ دستر خوان پر یومیہ دس منٹ گھر والوں کے ساتھ دعا کریں۔ یہ وقت خریداری میں ضائع کرنا بڑا خسارہ ہے۔ افطاری کی چیزیں پندرہ منٹ پہلے دستر خوان پر رکھ کر دعا میں مشغول ہوجائیں۔

۱۱:...نوکر اور ماتحت عملہ کے کام کو ہلکا کرنا اور ان سے آسانی کا معاملہ کرنا، گھر والوں کے ساتھ سحری، افطاری میں تعاون کرنا، اس مبارک مہینہ کا تقاضا ہے، کیونکہ وہ بھی ہماری طرح روزہ سے ہیں۔

۱۲:... اگر سحری و افطاری میں ہم دوسرے لوگوں کو شریک کرلیں اور گھر کی خواتین روزہ داروں کی خدمت کی نیت کرلیں تو سب کے روزوں کا اجر ہم لے سکتے ہیں۔

۱۳:... چلتے، پھرتے، رمضان المبارک کا یہ مسنون وظیفہ پڑھتے رہیں:

”لا اِلٰہ الا اللّٰہ... أستغفر اللّٰہ.. أسئلك الجنۃ..وأعوذ بك من النار..“

۱۴:...عشاء کے بعد نماز تراویح، سحری کے وقت چار یا آٹھ رکعت نماز تہجد، سورج طلوع کے بعد چار رکعت نماز اشراق، دس بجے کے قریب نماز چاشت اور مغرب کے بعد چھ رکعت نماز اوابین کا اہتمام اگر ہمت ہو تو بہت بڑی سعادت کی بات ہے، کیونکہ رمضان المبارک میں نفل کا اجر فرائض کے برابر اور فرض کا اجر ستر فرض کے برابر ہوجاتا ہے۔

۱۵:...سورج کے غروب کے یقین کے بعد افطاری میں جلدی کرنا اور سحری آخری وقت کھانا اور دونوں وقت کھجور استعمال کرنا سنت ہے۔ ان دونوں وقت میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے اہتمام سے امت مسلمہ، وطن عزیز پاکستان کی خوشحالی، امن کی بحالی، معیشت میں برکت، پاکستان کی سرحدوں کی دشمنوں سے حفاظت کے لئے خصوصی دعا کی جائے۔

۱۶:...رمضان المبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت موسلا دھار بارش کی طرح ہوتی تھی۔ دینی مدارس دینی علوم کی بقا کا ذریعہ ہیں، جو حکومت کے خرچ کے بغیر مسلمانوں کے تعاون سے آباد ہیں، ان کی حفاظت کی دعا اور مالی تعاون دین کی بقا کا ذریعہ ہے، آج مسجد و محراب کی رونق دینی مدارس کی وجہ سے ہے۔

۱۷:... رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ محلہ میں ایک آدمی کے بیٹھنے سے ادا ہوجاتا ہے۔ اس کا اہتمام کریں مگر اعتکاف کی وجہ سے اہل و عیال اور بندوں کے واجب حقوق پامال نہ ہوں۔ نہ اعتکاف کسی کی اذیت کا سبب بنے۔ اعتکاف کا مقصد اللہ کے لئے تنہائی اختیار کرنا ہے، مگر اب یہ خلوت، جلوت میں اور سوشل اجتماع میں تبدیل ہونے لگی ہے۔ جو مناسب نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کے لئے چلنا، دس سال کے نفلی اعتکاف سے افضل ہے۔

۱۸:...مناجات مقبول مسنون دعاؤں کی کتاب ہے جو پلے اسٹور سے بھی ڈاؤن لوڈ ہوسکتی ہے اور بازار سے خرید بھی سکتے ہیں۔ اس کی روزانہ، ایک منزل پڑھنے کا اہتمام کرلیں۔ یہ دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں۔

۱۹:...تراویح میں قرآن کریم سنانے والے حفاظ کرام کو کافی دماغی محنت کرنی پڑتی ہے۔ وہ افطاری میں پانچ عدد کھجور، گیارہ عدد بادام کا ملک شیک یا بادام اور کیلا کا ملک شیک استعمال کریں اور مغرب کے بعد گرین ٹی ایک کپ لے لیں تو وضو بھی محفوظ ہوگا اور منزل پڑھنے میں بھی انشاء اللہ! سہولت ہوگی۔

۲۰:...حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کا رمضان المبارک سلامتی سے گزر گیا، اس کا پورا سال سلامتی سے گزرے گا اور گناہوں سے بچنا آسان ہوگا۔ اس لئے گھر میں اہل خانہ کے ساتھ، دفتر اور بازار میں اپنے اخلاق کی بہت حفاظت کریں۔ اور اپنے قول و عمل سے کسی کو اذیت نہ دیں خصوصاً افطاری اور سحری میں بیوی کو غصہ نہ دکھائیں وہ بھی آپ کی طرح گوشت پوست کی بنی ہوئی ہے اور روزہ دار ہے، بلکہ بیوی کے معاون بنیں۔

اظہارِ تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حلقہ جامع مسجد فلاح کے سینئر کارکن، جناب محمد عمر خان کے والد گرامی انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نمازِ جنازہ ۲۸ جنوری ۲۰۲۶ء بروز بدھ بعد نمازِ مغرب جامع مسجد فلاح (نصیر آباد، بلاک ۱۴) میں ادا کی گئی۔ قارئین سے مرحوم کے لیے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

اسلام میں مساواتِ مردوزن کا تصور

منور سلطان ندوی

مغرب کے حوالے سے عورتوں کی آزادی، مساوات اورانہیں خودمختار بنانے کی باتیں اتنی کثرت سے جاتی ہیں کہ بہت سے سادہ لوح اور عام ذہن کے مسلمان بھی اس بات کو عملاً قبول کر چکے ہیں کہ عورتوں کو یہ حقوق مغرب کی وجہ سے ملے ہیں، جبکہ حقیقت ہے کہ یہ دعویٰ تاریخی اور علمی لحاظ سے محلِ نظر ہے، عورتوں کوان کا جائزحق مغرب نے نہیں اسلام نے دیا ہے، مغرب کی نشاۃ ثانیہ سے بہت پہلے اسلام نے عورت کو وہ مقام ومرتبہ عطا کیا جس کی وہ مستحق تھیں، مسلم معاشرہ اس کا بہترین عکاس اور مسلم خواتین کی دینی، علمی، تعلیمی، سماجی، معاشی اور سیاسی سرگرمیاں اس کی گواہ ہیں۔

اسلام میں عورتوں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں ان میں ایک مساوات کا حق بھی ہے، یہاں مساوات سے مراد عورت کو مردوں کے شانہ بہ شانہ کھڑا کرنا نہیں ہے، بلکہ عورت کے حقوق کومحفوظ کرنا اورانہیں ان کی فطرت کے مطابق کارگاہِ عمل میں اپنا کردار ادا کرنے کے لائق بنانا ہے، اسلام میں مرد وعورت کے درمیان مساوات کی مضبوط اور مستحکم بنیادیں ہیں، جن میں سے چند اس طرح ہیں:

انسانی حیثیت میں برابری:

جس دور میں عورت کے سلسلہ میں یہ بحث جاری تھی کہ عورت انسان ہے بھی یا نہیں، اس دور میں عورت کو انسانی حیثیت سے مرد کے برابر ہونے کا درجہ دیا گیا، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسان ہونے کی بنیاد پر جو حقوق مردوں کوحاصل ہیں ان حقوق کی حقدار عورتیں بھی ہیں، یہ ایک ایسا انقلابی تصور تھا جس نے عورت کے بارے میں غالب سماجی ذہنیت کو بدل کر رکھ دیا، اب عورت ایک مستقل ہستی ہے، وہ قابل عزت اور قابل احترام ہے، میدان عمل میں مردوں سے پیچھے نہیں، بلکہ بہت سی چیزوں میں مردوں سے آگے اور بہت آگے ہیں۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں یہ بات کہی گئی ہے کہ مرد وعورت دونوں ایک نفس سے پیدا کئے گئے ہیں: ’’یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا۔‘‘ (سورہ نساء:۱)

اس آیت میں یہ اشارہ واضح طور پر موجود ہے کہ مرد وعورت دونوں کی اصل ایک ہی ہے، نہ مرد کسی خاص جوہر سے بنا ہے اور نہ عورت کسی دوسرے جوہر سے بنائی گئی ہے، بلکہ دونوں ایک ہی اصل کی دو شاخیں ہیں، اور وہ اصل و بنیاد مٹی ہے، لہٰذا جب دونوں ایک ہی اصل کی پیداوار ہیں تو دونوں میں امتیاز کیسا؟ اسی طرح یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ امتیاز اور فضیلت کی بنیاد جنس نہیں ہے، بلکہ تقویٰ ہے: ’’ان أکرمکم عنداللہ اتقاکم‘‘ (حجرات:۱۳)

سورہ آل عمران میں مرد و عورت کو ’’بعضکم من بعض‘‘ کہا گیا ہے، اس کی تفسیر میں مفسرین کہتے ہیں کہ مرد کو عورت سے پیدا کیا گیا اور عورت مرد سے پیدا کی گئی۔ (تفسیر المنار)

لہٰذا دونوں یکساں مقام ومرتبہ کے حامل قرار پائے، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، البتہ عمل کی بنیاد پر دونوں کا مرتبہ ومقام الگ الگ ہوسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی مفہوم میں یہ بات بھی ارشاد فرمائی: ’’النساء شقائق الرجال‘‘ (ترمذی)

ایمان وعمل میں مساوات:

خلقت میں مساوات کا لازمی نتیجہ ہے کہ ایمان اور عمل دونوں میں مرد وعورت یکساں ہیں اور دونوں کو یکساں بدلہ ملے گا، ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ ایک ہی عمل کو اگر مرد کرے

تو ثواب الگ اور عورت کرے تو ثواب الگ، بلکہ دونوں کا ثواب یکساں ہوگا۔ قرآن کریم میں متعدد آیات میں مرد وعورت کو ایک ساتھ اور ہم مرتبہ پیش کیا گیا ہے، سورہ نحل (۹۷) میں ہے: ''مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرد وعورت دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے یکساں جواب دہ ہیں، دونوں کو اپنے اپنے عمل کا جواب دینا ہوگا۔

دینی ذمہ داری میں مساوات:

دینی احکام کی ادائیگی، شریعت پر عمل، عمل کے نتیجہ میں جزا وسزا اور تمام دینی ذمہ داریوں میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں، سورہ توبہ میں ہے:

''وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ'' (سورہ توبہ:۷۱)

اسی سے متصل دوسری آیت میں نیک عمل کے نتیجہ میں دونوں کے لئے ''جنت عدن'' اور ''رضوان'' کی بشارت سنائی گئی ہے۔

یہ مساوات کا نتیجہ ہے کہ ہم جنگ کے میدان میں بھی صحابہ کے شانہ بہ شانہ صحابیات کو دیکھتے ہیں، اصولی طور پر صحابیات کو جنگ میں شریک ہونے اور دشمنوں سے مقابلہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، لیکن انہیں اس بات سے منع بھی نہیں کیا گیا ہے۔

بعض دینی احکام میں عورتوں کے ساتھ رخصت کا معاملہ کیا گیا ہے، وہ ان کی صنفی اور طبعی تقاضوں کی بنیاد پر ہے۔

دونوں کے حقوق کی تعیین:

اسلام میں مرد اور عورت دونوں کے حقوق کو اس طرح محفوظ کیا گیا کہ دونوں کے فرائض اور ایک دوسرے کے تئیں حقوق بھی متعین کے گئے، جس طرح عورت پر مرد کے حقوق ہیں اسی طرح مرد پر بھی عورت کے حقوق عائد کئے گئے ہیں، کمزور صنف کے حقوق کے تحفظ کی اس سے بہتر کوئی شکل نہیں ہوسکتی تھی، سورہ بقرہ میں ہے: ''ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔'' (بقرہ:۲۲۸)

اسی کے ساتھ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی بھی تاکید کی گئی: ''وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔'' (نساء:۱۹) ''اور ان (بیویوں) کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو۔''

احادیث میں کثرت سے عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید آئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے مرد کی اچھائی کا معیار ہی عورت کے ساتھ حسن سلوک کو قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خَيۡرُكُمۡ خَيۡرُكُمۡ لِأَهۡلِهِ، وَأَنَا خَيۡرُكُمۡ لِأَهۡلِي۔'' ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں (خصوصاً بیوی) کے ساتھ بہتر ہو۔''

انسانی حقوق میں مساوات:

عام انسانی زندگی کے حقوق مثلاً حق زندگی، حق عزت، حق ملکیت، خرید وفروخت کا حق، ملکیت کا حق، تعلیم کا حق، سماجی حقوق مثلاً رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ہبہ کرنا، صدقہ و خیرات کرنا اس طرح کے بے شمار حقوق ہیں جن میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں۔ اسلام میں عورت مرد کے تابع نہیں ہے، بلکہ وہ ایک مستقل وجود رکھتی ہے، اس کی اپنی ذات ہے، جو والدین، شوہر یا اولاد کے تابع نہیں ہے، عورت اپنی ملکیت کو جس طرح چاہے صرف کرسکتی ہے، یہ اختیار اور اس طرح کے تمام تر اختیارات صرف اسلام میں دیئے گئے ہیں۔

تعلیم وتدریس میں مساوات:

اسلام میں پہلے دن سے تعلیم پر توجہ دی گئی ہے، علم اور تعلیم کی اہمیت کا یہ حال ہے کہ پہلی وحی میں ہی اس کا حکم نازل ہوا، چنانچہ علم کے حصول اور علم کی خدمت میں دونوں برابر ہیں، یہی وجہ ہے کہ دور صحابہ سے ہی مردوں کے ساتھ ایسی خواتین کے نام ملتے ہیں جو علم کی خدمت میں معروف تھیں۔

نکاح کے لئے رضامندی میں مساوات:

جس طرح مرد کو اپنی پسند سے نکاح کرنے کا حق ہے، اسی طرح عورت کو بھی اپنے شریکِ حیات کے انتخاب کا مکمل حق دیا گیا ہے، یہ اخلاقی اور قانونی دونوں سطحوں پر مساوات کی بہترین مثال ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تُنۡكَحُ الۡأَيِّمُ حَتّٰى تُسۡتَأۡمَرَ، وَلَا تُنۡكَحُ الۡبِكۡرُ حَتّٰى تُسۡتَأۡذَنَ۔'' (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت

کی آزاد اور واضح رضا مندی کے بغیر اس کا نکاح درست نہیں ہوگا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ازدواجی رشتے کے قیام میں عورت کو مرد کے برابر فیصلہ سازی کا حق حاصل ہے۔

رشتہ نکاح ختم کرنے کے حقوق:

نکاح کے بعد شوہر و بیوی کے درمیان اگر کسی وجہ سے ہم آہنگی نہ ہو سکے اور دونوں ایک ساتھ زندگی گزارنے میں دشواری محسوس کریں تو ایسی صورت میں جہاں مرد کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے وہیں عورت کو خلع اور بعض حالات میں فسخ وتفریق کا بھی حق دیا گیا ہے۔

معاشی حقوق میں برابری:

اسلام میں عورت کو شرعی حدود میں رہ کر کمانے، اپنی کمائی پر مکمل اختیار رکھنے اور اپنی مرضی سے خرچ کرنے کا حق ہے، مرد کی طرح عورت بھی معاشی سرگرمیاں انجام دینے کا اختیار رکھتی ہیں، اسلام نے عورت کی ملکیت کو تسلیم کرکے عورت کی عزت کو مستحکم کیا ہے:

”لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ“ مردوں کے لیے ان کی کمائی میں حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی میں حصہ ہے۔ اسلام کی پہلی خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے دور کی مشہور تاجر تھیں، متعدد صحابیات کے حوالے سے ان کی معاشی سرگرمیوں کا ذکر احادیث اور سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔

سماجی اور خاندانی دائرہ:

مساوات کا ایک مظہر یہ بھی ہے حقوق کی تعیین کے بعد دونوں کا دائرہ عمل بھی متعین کر دیا گیا، مرد کے لئے معاشی جدوجہد اور خاندان کی سربراہی کا میدان ہے کہ وہ اس جہت میں عورت سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرسکتا ہے، جبکہ عورت کے لئے گھر، بچوں کی پرورش اور اندرون خانہ انتظام و انصرام کا میدان ہے، یہ کام عورت جس طرح انجام دے سکتی ہے مرد نہیں۔

ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مساوات کا مطلب دونوں کو ایک ڈنڈے سے ہانکنا نہیں بلکہ دونوں کو ان کی فطرت اور صنفی رجحان کے مطابق میدان فراہم کرنا ہے، یہاں مساوات کا مطلب عدل ہے، مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کے لئے تکمیلی کردار ادا کرتے ہیں، اس کے برعکس مغرب میں عددی مساوات یا مکمل مشابہت کا نظریہ رائج ہے، اور اس نظریہ کا نتیجہ خاندان کے بکھراؤ، طلاق کی کثرت اور بغیر باپ کے اولاد عنوان سے دیکھا، سمجھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ❁❁

بقیہ:...آپ کے مسائل

ترجمہ: ”حضرت نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا.... ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کتنا عرصہ زمین پر رہے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک ماہ کے برابر ہوگا، ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی کے دن عام دنوں کے برابر ہی ہوں گے....اور وہ اسی طرح فتنہ فساد پھیلانے میں مشغول ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دیں گے، پس وہ دمشق کے مشرقی سفید منارہ کے پاس آسمان سے اتریں گے، پھر وہ دجال کا پیچھا کریں گے، یہاں تک کہ اسے بابِ لُدّ پر لے جائیں اور قتل کردیں گے....اور پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیج دیں گے اور وہ ہر اونچائی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔“ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے، جس میں دابۃ الارض کا اور سورج کا مغرب سے نکلنے کا ذکر ہے:

”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: ثلاث اذا خرجن لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت فی ايمانها خيرا۔ طلوع الشمس من مغربها والدجال ودابة الارض، رواه مسلم۔“ (مشکوۃ، ص:۴۷۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین نشانیاں ایسی ہیں جب وہ ظاہر ہو جائیں تو کسی کا ایمان لانا نفع نہ دے گا، اگر تو وہ پہلے ایمان نہ لایا ہو اور نیکی نہ کی ہو۔ یعنی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا۔ یعنی مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد کسی کا ایمان قابل قبول نہ ہوگا۔“ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہی پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ پھر آہستہ آہستہ مسلم دنیا سے ختم ہوتے جائیں گے اور دنیا میں صرف کفار ہی باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت کے ٹائیٹل ڈیزائنر

سینئر خطاط جناب محمد ارشد خرمؔ کا وصال

(ادارہ)

ہمارے قدیم ساتھی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے ٹائیٹل ڈیزائنر، کہنہ مشق اور صاحبِ طرز خطاط جناب محمد ارشد خرم صاحبؒ ۱۸ر جنوری ۲۰۲۶ء بروز اتوار ملتان میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے کئی اخبارات و رسائل میں اپنے فن کے جوہر دکھائے۔ تقریباً تیس سال ہفت روزہ ختم نبوت سے وابستہ رہے۔ کچھ عرصہ سے عارضۂ قلب میں مبتلا تھے۔ اچانک دل کا دورہ پڑا اور مالک حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی وفات پر مجلس کے اکابر علماء کرام مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد کے علاوہ کراچی دفتر کے محمد انور رانا، سیّد انوار الحسن، عبداللطیف طاہر، محمد فیصل عرفان خان، مولانا محمد قاسم و دیگر ساتھیوں نے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنی رضا و رضوان کا معاملہ فرمائے، جنت الفردوس عطا فرمائے اور آپ کے عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ روزنامہ اسلام کراچی میں جناب مفتی عبدالمنعم فائز صاحب نے آپ کی حیات و خدمات پر بہت عمدہ کالم لکھا ہے، قارئین وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

”یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم پہلی بار جامعۃ الرشید آئے تھے۔ جمعہ اور ہفتہ کے دن ہفت روزہ ضرب مومن کا کام عروج پر ہوتا اور دفتر میں چہل پہل ہوتی۔ استاذ محترم مفتی ابولبابہ شاہ منصور نے ہمیں بھی حکم دیا کہ اخبار فائنل ہونے کے دن دفتر آجایا کریں اور کام سیکھا کریں۔ یہاں جن شخصیات سے ملاقات ہوتی، ان میں بھائی ارشد خرم صاحب سرفہرست تھے۔ طویل سفر کرکے آتے، مگر وقت سے پہلے دفتر پہنچتے۔ اپنے قلم اور دوات بڑی نفاست کے ساتھ ایک جگہ رکھتے۔ خطاطی کے لیے مخصوص کاغذ پر سرخیاں لکھنا شروع کر دیتے۔ عہدے، رتبے، تجربے اور عمر ہر طرح سے ان کا حق تھا کہ وہ دوسروں کے بعد دفتر آئیں، لیکن وہ سب سے پہلے تشریف لاتے۔ نستعلیق شخصیت کے مالک تھے، جو ایک بار ملتا تو یاد رکھتا۔ میل جول، رکھ رکھاؤ اور حفظ مراتب کا خیال رکھتے۔ حالات حاضرہ پر تبصرے کا خاص ذوق رکھتے تھے اور بے لاگ تبصرے پر کامل عبور تھا۔ یار باش تھے، جس سے تعلق ہوتا تو نبھاتے تھے۔ خوش نویس تھے اور خطاطی میں کئی نئے خط ایجاد کر رکھے تھے۔ آپ کے قلم سے لکھا ہر لفظ اپنے اندر چھپے معنی کا عکاس ہوتا تھا۔

انہوں نے خطاطی کا ایک طویل دور دیکھا۔ روزنامہ سے سفر شروع کیا۔ ملتان کے باسی تھے اور استاد راشد سیال مرحوم کے دوست۔ ملتان کے اخبار روزنامہ آفتاب سے کام شروع کیا۔ اس کے بعد کراچی کے روزنامہ جسارت اور ہفت روزہ تکبیر سے وابستہ ہوئے۔ پھر ہفت روزہ ضرب مومن شروع ہوا تو یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ روزنامہ اسلام شروع ہوا تو اس کی سرخیوں کے لیے بھی آپ کی خدمات لی گئیں۔ بچوں کا اسلام، خواتین کا اسلام اور پھر ہفت روزہ شریعہ اینڈ بزنس تک کا ایک ایک صفحہ آپ کی ہنرمندی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ میں نے کئی بار عرض کیا کہ خرم صاحب آپ نے جن نئے خطوط کی بنیاد رکھی ہے، ان کو سافٹ ویئر کی شکل دے دیں، ایک بار کتابت کرنا پڑے گی اور پھر آسانی سے کام ہوگا لیکن کسی پروفیشنل کا ساتھ میسر نہیں آیا۔ عمر بھر دینی اداروں سے ہی جڑے رہے۔ پاکستان کے دینی لٹریچر پر آپ کی گہری چھاپ ہے، شاید

کوئی دوسرا آرٹ ایڈیٹر ایسا ہو۔

آزاد منش تھے، ہمہ قسم مصلحت سے بالاتر، بے باک اور بے لاگ۔ یا اپنا گریباں چاک، یا دامنِ یزداں چاک۔ کاٹ دار جملے کہتے، فسوں خیز اشعار پسند کرتے۔ ان کی اہلیہ کا انتقال اچانک ہوا، عمر بھر کا ساتھ چھوٹنے کا روگ خرم صاحب کو بھی لگ گیا۔ تنہائی سے دل گھبرایا تو دوسری شادی کرلی، وہ بھی کامیاب نہ ہوئی تو کراچی سے دل اچاٹ ہوگیا اور واپس ملتان جا بسے۔ کراچی میں بیٹی سے ملنے کی خواہش رکھتے تھے۔ اپنے نواسے کو جامعۃ الرشید میں داخل کروانے پر بہت خوش تھے۔ ان دنوں تسلسل سے رابطہ بھی رہا۔ ملتان جانے کے بعد وٹس ایپ پر رابطہ رہتا۔ میسج بھیجتے اور حالات حاضرہ کے مطابق اپنی پسندیدہ شاعری بھی۔ آپ کے بھیجے کچھ شعر اس وقت بھی وٹس ایپ میسجز میں محفوظ ہیں:

اس طرف سے گرتے تھے قافلے بہاروں کے
آج تک سلگتے ہیں زخم راہ گزاروں کے
آج پلکوں کے منڈیروں پر بہت رونق ہے
دیکھ سکتے ہو تو اشکوں کا چراغاں دیکھو

ہفت روزہ شریعہ اینڈ بزنس کا آغاز جنوری 2013ء سے ہوا، روز اول سے اب تک آپ ہی اس میگزین کے آرٹ ایڈیٹر تھے۔ میگزین کے دوسرے صفحے پر لکھا ان کا نام 13 سال بعد بدل جائے گا۔ یہی زندگی کی حقیقت ہے۔ یہاں کوئی ناگزیر نہیں۔ رہے نام اللہ کا۔

ملتان میں امن و امان کی بہتر صورتحال پر بہت خوش تھے۔ کہتے تھے یہاں کا ماحول بہت اچھا ہے اور کراچی کے لوگ۔ ملتان میں مگر دو حادثات سے گزرے۔ پہلے ایک حادثے میں ہاتھ فریکچر ہوگیا، اس کے بعد فالج کا حملہ ہوا۔ مگر الحمدللہ ریکوری ہوگئی۔ وہی بشاشت، زندہ دلی اور چہک مہک عود کر آئی۔ برادرم واجد علی چراغ سے جب ملاقات ہوتی تو خرم صاحب کا ذکر خیر بھی چل نکلتا۔ اندازہ نہیں تھا کہ یوں اچانک رخصت ہوجائیں گے۔ کل دفتر آنا ہوا تو بھائی صلاح الدین نے میسج بھیجا کہ ارشد خرم صاحب کا انتقال ہوگیا۔ یقین نہیں آیا۔ ان کے نمبر پر کال کی تو بند تھا، دوسرے نمبر پر کال کی تو ان کے بھتیجے نے فون اٹھایا۔ اس نے تصدیق کی کہ رات ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور صبح خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آخرت کی ساری منزلیں آسان فرمائے اور ان کی دینی خدمات قبول فرمائے۔ تحریک ختم نبوت کے ہفت روزہ ختم نبوت سے سالہا سال پرانا تعلق تھا، کہتے تھے: مجھے بزرگوں نے کہا ہے کہ اسی رشتے سے آپ کی بخشش ہوگی۔ میں اسی لیے ہفت روزہ ختم نبوت سے اپنے تعلق کو نبھا رہا ہوں۔ اللہ ان کی اُمیدوں کو پورا فرمائے۔ ختم نبوت سے تعلق کی بدولت کامل مغفرت فرمائے۔ قارئین سے بھی ایصال ثواب کی درخواست ہے۔''

۞۞.........۞۞

عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت پورے دین کی حفاظت ہے: علماء کرام

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سیکریٹری جنرل مولانا قاری علیم الدین شاکر، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت پورے دین کی حفاظت ہے۔ قادیانیوں نے دین اسلام میں نقب لگاتے ہوئے اسلامی شعائر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ امت مسلمہ نے قادیانیوں کے دجل وفریب کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں ہر میدان میں شکست فاش دی، تا آنکہ ۱۹۷۴ء میں قادیانی کیس پارلیمنٹ میں پیش ہوا، گیارہ دن تک مرزا ناصر احمد ہیڈ آف جماعت ربوہ وقادیان، دو روز تک ہیڈ آف دی جماعت لاہور کو سنا اور ڈیفنس کا مکمل موقع دے کر ان کے کفریہ عقائد کی وجہ سے مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانی ۱۹۷۴ء سے اپنے مغربی آقاؤں کے ذریعہ ان قوانین کو ختم کرانے کی کوشش میں ہیں لیکن مسلمان قادیانیوں کی مذموم کوشش کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے جامع مسجد نروڑ میں ختم نبوت کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر قاری قمرالدین، پاکستان کسان بورڈ کے رہنما محمد عابد میو، مولانا عبدالمنان بھی موجود تھے۔

حضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندیؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرشد العلماء حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندیؒ وادی سُون کوڑھی کے رہنے والے تھے۔ چکوال میں دارالعلوم حبیبیہ کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا۔ ۲۱؍ستمبر ۱۹۸۹ء میں آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ آپ کے جانشین مقرر کئے گئے۔ ستمبر ۱۹۹۱ء تک آپ نے مسجد، مدرسہ، خانقاہ حبیبیہ کا نظام سنبھالے رکھا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت پیر صاحبؒ کے منجھلے صاحبزادہ حضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندیؒ نے مسجد، مدرسہ اور خانقاہ اور والد محترم کے قائم کئے گئے مراکز کو سنبھالا دیا۔ موصوف جامعہ مدنیہ لاہور میں زیر تعلیم رہے۔ معروف عالم دین حضرت مولانا سید حامد میاںؒ اور دیگر اساتذۂ کرام سے علوم نبویہ واسلامیہ کی تحصیل کی، لیکن دورۂ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ ان دنوں لاہور کے جامعہ اشرفیہ کا طوطی بولتا تھا۔ بڑے بڑے شیوخ حدیث بالخصوص شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جو دارالعلوم دیوبند کے فاضلؒ، امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذ رشید تھے۔ بانی جامعہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبیداللہ اشرفیؒ اور دیگر اجل علماء کرام سے احادیث نبویہ کی فیوض و برکات حاصل کیں۔ یہ تقریباً ۱۹۷۹ء کی بات ہے۔ دس سال تک اپنے والد محترم حضرت مولانا غلام حبیبؒ جو مرشد عالم کے لقب سے مشہور و معروف تھے کے زیر سایہ رہ کر سلسلۂ نقشبندیہ کے اسباق کی تکمیل کی اور والد محترم اور برادر اکبر مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ کی وفات ۱۹۹۱ء کے بعد والد محترم کی قائم کردہ خانقاہ، مراکز اور مسجد و مدرسہ کو سنبھالا بلکہ دارالعلوم حبیبیہ کو ترقی دیکر بھون روڈ پر شاندار دارالعلوم ''جامعۃ الحبیب'' قائم کیا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں مردانہ وار حصہ لیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چکوال میں سرپرستوں میں سے تھے۔ نیز آپ نے ملہوآنہ موڑ جھنگ کے قریب ۲۸ کنال پر مشتمل ''فیض گاہ'' قائم کی اور اسے اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ سالانہ اجتماع صوفیائے کرام چکوال کے ساتھ ساتھ فیض گاہ جھنگ میں بھی شروع کیا۔ راقم کو کئی مرتبہ چکوال اور دو مرتبہ جھنگ کے اجتماعات میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ملنسار، ہنس مکھ اور بااخلاق شخصیت کے مالک تھے۔

۱۳؍دسمبر ۲۰۲۵ء ساڑھے تین بجے سہ پہر وفات پائی۔ عشاء کے بعد چکوال میں جنازہ ہوا۔ جنازہ کی امامت فرزند اکبر مولانا محمود الحسن نقشبندی سلمہ نے کرائی۔ اگلے روز گیارہ بجے فیض گاہ جھنگ میں آپ کی دوسری نماز جنازہ آپ کے فرزند اصغر مولانا طاہر حبیب کی امامت میں ادا کی گئی اور آپ کی نشاندہی کے مطابق تدفین ہوئی۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ۔ ❁❁

ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارا مذہبی اور آئینی فریضہ ہے:

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ودیگر علماء کرام کے خطاب

لاہور...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد دارالعلوم حنیفہ لبرٹی مارکیٹ میں، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا علیم الدین شاکر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، مولانا سمیع اللہ، مولانا محمد اویس نے خطبات جمعہ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام میں خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارا مذہبی اور آئینی فریضہ ہے ہر قیمت پر اس کا تحفظ کریں گے۔ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے خلاف ہماری آئینی وقانونی جدوجہد جاری رہے گی۔ جب تک ایک بھی منکرِ ختم نبوت اس دھرتی پر موجود ہے ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی منکرین ختم نبوت اور اسلام وملک دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں اپنی صفوں میں نظم ونسق اور اتحاد پیدا کرنا ہوگا۔ قادیانی اسلام کا فرقہ نہیں بلکہ یہ ایک فتنہ ہے جس نے انگریز کے کہنے پر ختم نبوت کے عظیم محل میں نقب لگانے کی کوشش کی ہے، اللہ جزائے خیر عطا کرے ہمارے اکابرین کو جنہوں اس گروہ کا ہر سطح پر مقابلہ کیا۔ قومی اسمبلی کا یہ وہ تاریخ ساز فیصلہ تھا جس کے ذریعہ متفقہ طور پر قومی اسمبلی کے ارکان نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عملی مظاہرہ کیا۔

معراج جسمانی پر دلائل

چوتھی قسط

مولانا عبدالحکیم نعمانی

اس اختلاف پر ہم تھوڑی روشنی ڈالتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نفی دیدارِ خداوندی:

"حدثني زهير بن حرب حدثنا إسمعيل بن إبراهيم عن داود عن الشعبي عن مسروق قال كنت متكئا عند عائشة فقالت يا أبا عائشة ثلاث من تكلم بواحدة منهن فقد أعظم على الله الفرية قلت ماهن قالت من زعم أن محمدا صلى الله عليه وسلم رأى ربه فقد أعظم على الله الفرية قال وكنت متكئا فجلست فقلت يا أم المؤمنين أنظريني ولا تعجليني ألم يقل الله عز وجل ولقد رآه بالأفق المبين ولقد رآه نزلة أخرى فقالت أنا أول هذه الأمة سأل عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إنما هو جبريل لم أره على صورته التي خلق عليها غير هاتين المرتين رأيته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بين السماء إلى الأرض فقالت أو لم تسمع أن الله يقول لا تدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار وهو اللطيف الخبير...الی آخر الحدیث۔"

(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر439)

حضرت مسروق کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تکیہ لگائے بیٹھا تھا، انہوں نے فرمایا: اے ابوعائشہ (یہ ان کی کنیت ہے) تین باتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی ان کا قائل ہوجائے تو اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ میں نے عرض کیا: وہ تین باتیں کون سی ہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک تو یہ ہے کہ جس نے خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ باندھا۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں تکیہ لگائے بیٹھا تھا، میں نے یہ سنا تو اٹھ کر بیٹھ گیا میں نے عرض کیا: اے ام المومنین! مجھے بات کرنے دیں اور جلدی نہ کریں، کیا اللہ نے نہیں فرمایا: ولقد رآه بالأفق المبين۔ ولقد رآه نزلة أخرىٰ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ اس امت میں سب سے پہلے میں نے اس متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں، میں نے انہیں ان کی اصل صورت میں نہیں دیکھا سوائے دو مرتبہ کے، جس کا ان آیتوں میں ذکر ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے تھے اور ان کے تن وتوش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک کو گھیر رکھا ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ...الی آخر الحدیث"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل امین کو دیکھا تھا تو یہاں پر مرزا قادیانی کی ایک انتہائی قابلِ توجہ عبارت پیش ہے، جس سے معراج جسمانی ہونے کا ایک واضح ثبوت ملتا ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اس بات پر تمام مفسرین نے اور نیز صحابہ نے بھی اتفاق کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اپنے حقیقی وجود کے ساتھ صرف دو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دیا ہے اور ایک بچہ بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے اصلی اور حقیقی وجود کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو خود یہ غیر ممکن تھا کیونکہ ان کا حقیقی وجود تو مشرق مغرب میں پھیلا ہوا ہے اور ان کے بازو آسمانوں کے کناروں تک پہنچے ہوئے ہیں پھر وہ مکہ یا مدینہ میں کیونکر سما سکتے تھے۔" (روحانی خزائن۔ کمپیوٹرائزڈ: جلد ۵۔ آئینہ کمالات اسلام: صفحہ

123-122)

اگر کوئی عقل کا اندھا یہاں یہ کہے کہ مرزا قادیانی کی اس عبارت میں روحانی دیکھنا مراد ہے تو اس کا جواب مرزا کی عبارت میں واضح ہے: ’’ان کا حقیقی وجود تو مشرق مغرب میں پھیلا ہوا ہے اور ان کے بازو آسمانوں کے کناروں تک پہنچے ہوئے ہیں پھر وہ مکہ یا مدینہ میں کیونکر سما سکتے تھے۔‘‘

نیز یہاں حاشیہ میں لکھا ہوا ہے: ’’اس بات پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہے کہ جبرائیل صرف دو مرتبہ اپنی اصلی صورت میں آسمان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دیا ہے اور زمین پر ہمیشہ تمثیلی حالت میں دکھائی دیتا رہا ہے۔‘‘

وقد تكلم عليه القاضي عياض في الشفاء، والخفاجي في شرحه والقسطلاني في شرح المواهب اللدنية، والنووي، وقال: والحاصل أن الراجح عند أكثر العلماء أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ربه عز وجل بعيني رأسه ليلة الإسراء وإثبات هذا لا يأخذونه إلا بالسماع من رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا مما لا ينبغي أن يتشكك فيه انتهى. قال سليمان الجمل: وحاصل المسألة أن الصحيح ثبوت الرؤية وهو ما جرى عليه ابن عباس حبر الأمة، وهو الذي يرجع إليه في المعضلات، وقد راجعه ابن عمر فأخبره بأنه رآه، ولا يقدح في ذلك حديث عائشة لأنها لم تخبر أنها سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: لم أر، وإنما اعتمدت على الاستنباط مما تقدم.

(فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد 13 صفحہ 250 مکتبہ العصریہ بیروت لبنان، ایضاً مکتبہ الشاملہ)

قاضی عیاض نے الشفاء میں، شیخ شہاب الدین خفاجی نے اسکی شرح میں، امام قسطلانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں اور نووی رحمۃ اللہ علیھم اجمعین نے لکھا:

’’حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف پایا کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر روایات میں اس کا ثبوت ہے اور انھوں نے اثبات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر ہی کیا ہے اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ مناسب نہیں ہے۔‘‘

اس کے بعد صاحب فتح البیان نے حاشیہ الجمل سے شیخ جمل کی عبارت جو انھوں نے خطیب کے حوالے سے لکھی ہے، بیان کی ہے، انتہائی قابل توجہ ہے: ’’حاصل کلام یہ ہے کہ ثبوتِ دیدار ہی صحیح ہے۔ امت کے بہت بڑے عالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور مشکلات میں انہی کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ان سے سن کر اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ رد نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نقل نہیں کیا کہ میں نے رب کو نہیں دیکھا ہے۔ ہاں! انہوں نے خود متعدد نصوص سے استنباط کیا ہے۔

’’وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّ هَذِهِ التَّوْبَةَ مَا كَانَتْ عَنْ مَعْصِيَةٍ، فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ مَعْصُومُونَ. وَأَيْضًا عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ الرُّؤْيَةُ جَائِزَةٌ۔‘‘ (تفسیر قرطبی جلد 9 صفحہ 326، تفسیر القرطبی جل 7 صفحہ 279 مکتبہ الشاملہ)

آئمہ اس بات پر متفق ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی توبہ کسی گناہ کی وجہ سے نہیں تھی، کیوں کہ انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہوتے ہیں اور اہلسنت والجماعت کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔ واللہ اعلم!

دیدار خداوندی کے متعلقہ روایات:

’’حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ۔‘‘ (صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 161 روایت 178:)

’’حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نور ہے، میں نے اس کو دیکھا۔‘‘

اس حدیث کے اعراب کئی طور پر لکھے گئے ہیں۔ عموماً اس کو ’’نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ‘‘ لکھا جاتا ہے اور اس کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے: ’’وہ تو نور ہے، میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں؟‘‘ اس کے علاوہ اس کو ’’نُورٌ إِنِّي أَرَاهُ‘‘ یعنی: اللہ تعالیٰ نور ہے، اس کی رؤیت کی کیفیت کس طرح بیان

کرسکتا ہوں؟“ اور اس کا صحیح ترجمہ اگر دیکھا جائے تو مذکورہ ترجمہ ہی ہوگا جس کی شاہد صحیح مسلم کی اس سے اگلی حدیث ہے اور ویسے بھی وقوع میں اختلاف کرنا امکان کی دلیل ہوتی ہے، اگر رویت محال ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس کے عدم وقوع پر اتفاق نہ ہوتا۔

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي ح، وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ، لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُ، فَقَالَ: رَأَيْتُ نُورًا۔“

(صحیح مسلم جلد1 صفحہ161 روایت نمبر179)

عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم کس بات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے؟ تو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں پوچھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خدا کو دیکھا یا نہیں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک نور دیکھا ہے۔“

”حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”رَأَيْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى۔“

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 386 روایت نمبر 2634، مسند احمد جلد3 صفحہ 184 مکتبۃ الشاملۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو (آنکھوں سے) دیکھا۔“

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ 267 میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

”حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِ اللهِ: {وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى} {فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى} {فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى} قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ رَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔“ (سنن ترمذی جلد5 صفحہ 248 روایت نمبر 3280)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ”ولقد رآہ نزلۃ أخری عند سدرۃ المنتهی فأوحی إلی عبده ما أوحی فکان قاب قوسین أو أدنی کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔“

”حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ- قَالَ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ- حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ أَبِي جَهْمَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ{ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى} {وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى} قَالَ رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ۔“ (صحیح مسلم جلد1 صفحہ 158 روایت نمبر 285 وقادیانی آرٹیکل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ○ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى“ سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دومرتبہ دیکھا۔“

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: نا جُمْهُورُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ يَقُولُ: إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بِبَصَرِهِ، وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ۔“

(المعجم الأوسط جلد نمبر6 صفحہ 50 روایت نمبر 5761، ایضاً مکتبۃ الشاملۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ چشم سر سے اور ایک مرتبہ اپنے قلب مبارک سے۔“ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ 267 میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

(جاری ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینی وشرعی مسائل مستندومعتمدعالم دین سے معلوم کرنے چاہئیں

الجواب حامداًومصلیاً

مصنوعی ذہانت (AI - Artificial Intelligence) سائنس اور ٹیکنالوجی کا ایک جدید شعبہ ہے، جو اعداد و شمار (algorithms) اور سابقہ معلومات کی بنیاد پر مرتب کردہ جوابات فراہم کرتی ہے، اس کی فراہم کردہ معلومات میں غلطی اور غلط بیانی کا قوی امکان ہوتا ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ بعض اوقات چیٹ جی پی ٹی (Chat GPT) وغیرہ دینی مسئلہ کا غلط حکم بتا کر اپنی طرف سے جعلی عربی حوالہ جات بھی بناتی ہے، حالانکہ دینی معلومات بالخصوص کسی مسئلہ کا شرعی حکم بیان کرنا بہت نازک اور حساس معاملہ ہے، جس میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا دینی امور اور شرعی مسائل مستند ذرائع (کسی مستند و معتمد عالم دین وغیرہ) سے معلوم کرنے چاہئیں، چیٹ جی پی ٹی اور دیگر AI ایپلی کیشنز کی فراہم کردہ معلومات پر کسی مستند عالم دین کی تصدیق کے بغیر عمل کرنا ہرگز جائز نہیں، نیز ایسی معلومات کو بلا تحقیق آگے پھیلانا بھی جائز نہیں ہے۔

شرح المنظومة المسماة بعقود رسم المفتي:

قلت: فحيث علمت وجوب اتباع الراجح من الأقوال وحال المرجح له تعلم أنه لا ثقة بما يفتي به أكثر أهل زماننا بمجرد مراجعة كتاب من الكتب المتأخرة خصوصا غير المحررة كشرح النقاية للقهستاني والدر المختار والأشباه والنظائر ونحوها فإنها لشدة الاختصار والانجاز كادت تلحق بالالغاز مع ما اشتملت عليه من السقط في النقل في مواضع كثيرة وترجيح ما هو خلاف الراجح بل ترجيح ماهو مذهب الغير مما لم يقل به أحد من أهل المذهب ورأيت في اوائل شرح الأشباه للعلامة محمد هبة الله قال ومن الكتب الغريبة مثلا مسكين شرح الكنز والقهستاني لعدم الاطلاع على حال مؤلفيهما أو لنقل الأقوال الضعيفة كصاحب القنية أو الاختصار كالدر المختار للحصكفي والنهر والعيني شرح الكنز قال شيخنا صالح الجينيني أنه لا يجوز الافتاء من هذه الكتب إلا إذا علم المنقول عنه والاطلاع على مأخذها هكذا سمعته منه وهو علامة في الفقه مشهور والعهدة عليه انتهى) (ص:۱۳) واللہ اعلم بالصواب

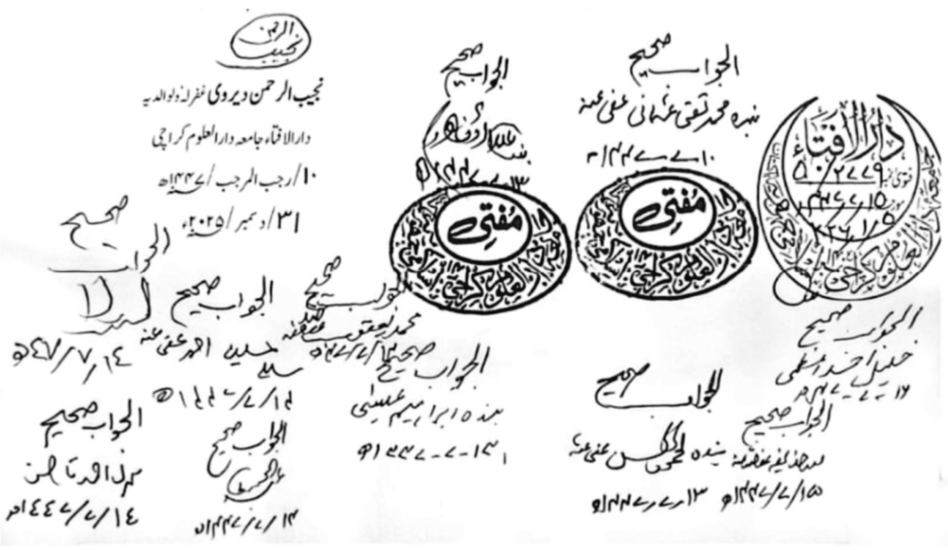

REGD. SS. 160

خوشخبری

گوادر سٹی میں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کے زیرِ اہتمام

جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر
کے تعمیری کام کا سلسلہ جاری ہے

اہلِ خیر حضرات متوجہ ہوں!

محافظینِ ختمِ نبوت سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے لیے اور اپنے اہلِ خانہ لواحقین کی طرف سے جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر کی تعمیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

محاذِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا بہترین ذریعہ ہے

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Whatsapp: 03009899402

Easy Paisa: 03333060501

Account # 0010010964710018

IBAN # PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.